امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۱۶؍ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸؍جون ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 26

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
■ دل کو غلط خیالات سے پاک رکھئے
■ ہندوستان میں نظام قضاء کے قیام......
■ بڑھتی مہنگائی اور عوام کی لاچاری
■ امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتۂ رفتہ

متحدرہ کر امارت شرعیہ کے کارواں کو آگے بڑھاتے رہنا ہم سب کی اہم ذمہ داری: حضرت نائب امیر شریعت

مجلس شوریٰ امارت شرعیہ کی آن لائن میٹنگ، کئی اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

مجلس شوریٰ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ایک اہم میٹنگ مورخہ ۲۰؍جون بروز اتوار ساڑھے دس بجے دن آن لائن زوم ایپ پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب رحمانی قاسمی مدظلہ العالی استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں ارکان شوریٰ کی بڑی تعداد (۹۰؍معزز ارکان) نے شرکت کی۔ اپنے صدارتی خطاب میں سب سے پہلے حضرت نائب امیر شریعت نے میٹنگ میں شریک ہونے والے تمام ارکان کا شکریہ ادا کیا، آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت کے انتقال کے بعد تمام اراکین کے اندر جو فکرمندی محسوس کی جا رہی ہے، وہ قابل قدر اور لائق تحسین ہے، میں محسوس کر رہا ہوں کہ حضرت امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے کے بعد جو ایک ناقابل تلافی خلا پیدا ہوا ہے، وہ خلا ظاہری طور پر اسباب کے درجے میں پُر ہوتا نظر نہیں آتا، لیکن آپ حضرات کی توجہ اور پوری جماعت اور کمیٹی کی اگر یہ لگن رہی تو بہت سے عزائم اور منصوبے جو حضرت امیر شریعتؒ کے انتقال کی وجہ سے ادھورے رہ گئے ہیں، ان شاء اللہ پورے ہوں گے۔ اور جو خواب بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے بعد کے امراء شریعت اور اکابر امارت شرعیہ نے دیکھا ہے، وہ خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ امارت شرعیہ ایک الہامی اور دستوری ادارہ ہے، وہ عنداللہ اور عندالناس مقبول ہے، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس امارت شرعیہ نے اپنے سو سال بہت ہی کامیابی کے ساتھ پورے کر لیے ہیں۔ اللہ نے اس ادارہ کو ہر دور میں ایسے امراء شریعت اور نائبین عطا فرمائے، ایسے نظماء، قضاۃ، مفتیان اور اراکین نصیب فرمائے، جن کی محنتوں، جانفشانیوں، نے اس کو ایک ایسا شجر طوبیٰ بنا دیا، جس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں ہر سو پھیلی ہوئی ہیں اور جس شجر سایہ دار کے سایے سے پوری ملت نفع حاصل کر رہی ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ متحدرہ کر امارت شرعیہ کے کارواں کو آگے بڑھاتے رہیں، ان شاء اللہ ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو ایسا امیر شریعت عطا فرمائیں گے، جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے اور جو امارت شرعیہ کے لیے مفید ہوگا۔

قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب جنہوں نے اس اجلاس کی نظامت کے فرائض بھی انجام دیے، اپنی ابتدائی گفتگو میں حضرت امیر شریعت کو خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کے دور میں امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات میں جو کام انجام دیے گئے ان کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ آپ نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کی ذات جامع کمالات تھی، آپ ایک دور اندیش، بابصیرت، صاحب عزیمت، شریعت وطریقت کے جامع، جرأت مند و بیباک قائد تھے، آپ نے اپنی پوری زندگی مختلف میدانوں میں ملت کی کامیاب قیادت کی، مسلم پرسنل لا بورڈ، امارت شرعیہ، جامعہ رحمانی، خانقاہ رحمانی اور رحمانی فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے آپ کے ذریعہ کیے گئے کام بے مثال اور رہتی دنیا تک پوری امت کے لیے نمونہ ہیں۔ آپ کا انتقال نہ صرف ان اداروں کے لیے؛ بلکہ پوری ملت کے لیے بڑا نقصان ہے، جس کی تلافی مستقبل قریب میں دشوار نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

اجلاس میں آٹھویں امیر شریعت کے انتخاب کے لیے ارباب حل وعقد کے اجلاس کے علاوہ کئی اہم مسئلوں پر گفتگو ہوئی اور بالاتفاق درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی وفات کو ملک وملت خصوصاً امارت شرعیہ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جامعہ رحمانی، خانقاہ رحمانی مونگیر اور رحمانی فاؤنڈیشن کا ناقابل تلافی نقصان سمجھتی ہے، اللہ رب العزت حضرت امیر شریعتؒ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ملک وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرتؒ کے علاوہ جتنے علماء کرام، دانشوران قوم وملت دنیا سے رخصت ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ (۲) امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کورونا وبا کی وجہ سے حالات نئے امیر شریعت کے انتخاب کے لیے موافق نہیں ہیں، اس لیے حالات کے موافق ہونے کا انتظار کیا جائے۔ حالات درست ہونے کے بعد حضرت نائب امیر شریعت انتخابی عمل کا آغاز فرمائیں گے۔ (۳) مجلس شوریٰ متفقہ طور پر حضرت نائب امیر شریعت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی سربراہی میں ایک سب کمیٹی تشکیل دیں، جس میں امارت شرعیہ کے حلقۂ کار کی نمائندگی ملحوظ رکھی جائے۔ اور یہ کمیٹی آئندہ انتخاب کے سلسلہ میں تمام معاملات کی انجام دہی پر غور وخوض کرتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت کے سامنے اپنی رائے پیش کرے۔ (۴) مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا پر امارت شرعیہ اور اکابر امارت شرعیہ کے خلاف جو تحریریں آرہی ہیں، اس کی مذمت کرتا ہے اور تمام لوگوں سے درخواست کرتا ہے کہ اس سلسلہ کو ہر حال میں فوری طور پر بند کریں۔ ورنہ قانونی کارروائی ہوسکتی ہے۔

شوریٰ کا یہ اجلاس مولانا محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا اور حضرت نائب امیر شریعت کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا، مرحومین کے لیے تجویز تعزیت نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے پیش کی اور آن لائن تعزیتی میٹنگ کی نظامت کے فرائض انجام دیے، میٹنگ کے اختتام سے قبل تجاویز کی خواندگی بھی انہوں نے کی۔ جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جناب احمد اشفاق کریم صاحب ایم ڈی کٹیہار میڈیکل کالج، جناب مولانا ابوطالب رحمانی کولکاتہ، جناب ارشاد اللہ صاحب چیرمین بہار ریاستی سنی وقف بورڈ، ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی اورینٹل کالج پٹنہ، مولانا ابوالکلام شمسی صاحب سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ، مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا، مولانا مشہود احمد قادری پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ، مولانا خورشید احمد مدنی امیر جماعت اہل حدیث بہار نے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کے لیے تعزیتی کلمات کہے، نیز ارباب حل وعقد کے اجلاس کے تعلق سے قیمتی مشورے بھی دیے۔ ان کے علاوہ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ ڈاکٹر ابوالکلام سہرسہ، مولانا منظور صاحب انگی، مولانا امجد بلیغ رحمانی پرنسپل مدرسہ محمودیہ جوگبنی ارریہ، ذاکر بلیغ ایڈووکیٹ بتیا، ایڈووکیٹ جاوید اقبال، الحاج عارف رحمانی نائب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، الحاج فرید رحمانی مظفرپور، ایڈووکیٹ فیاض حالی گیا، وسیم اللہ رحمانی جمشید پور، مولانا اعجاز احمد دربھنگہ سابق چیرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ بورڈ، انجینئر ابورضوان پٹنہ، ڈاکٹر ساجد علی خان سیتامڑھی، الحاج سلام الحق صاحب نالندہ، الحاج اکرام الحق ارریہ، جناب عطاء الرحمٰن صدیقی گڈا، مولانا مشیر الدین قاسمی، ماسٹر انوار صاحب بیگوسرائے، مولانا مفتی توحید صاحب پرنسپل مدرسہ رحمانیہ سوپول، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، پروفیسر ڈاکٹر مولانا یٰسین قاسمی رانچی، جناب شاہنواز احمد خان ہزاری باغ، مولانا ظفر عالم صاحب راور کیلا، مولانا محمود الحسن رحمانی پورنیہ، مولانا سعود عالم قاسمی قاضی شریعت جمشید پور، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی جنرل سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن، جناب احسان الحق صاحب سوپول اور مولانا محمد مصطفیٰ صاحب چھپرا، جناب ذاکر بلیغ صاحب ایڈووکیٹ نے ایجنڈا کے مطابق مشورے دیے اور قیمتی تجاویز پیش کیں۔ اجلاس کو کامیاب بنانے اور تکنیکی ذمہ داری سنبھالنے میں حافظ محمد احتشام رحمانی، مولانا محمد ارشد رحمانی، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا عبدالماجد رحمانی قاسمی اور مولانا عمران قاسمی پیش پیش رہے۔

کردار وعمل کی دولت

''تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان صرف لاکھ سوا لاکھ کی تعداد میں تھے تو انہیں حکومت دی گئی، عہدے دیے گیے، انہیں عہدے اس لیے دیے گیے کہ ان کے پاس کردار عمل کی دولت تھی، ان کے اچھے کردار نے ان کو عزت عطا کی، حکومت اور وقار عطا کیا، آج مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا اچھا کردار بحال نہیں ہے، کردار سازی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے، بلکہ کردار سازی کا مزاج ہی نہیں رہا۔''

(مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمہ اللہ)

اچھی باتیں

''☆ نظر اپنی خامیوں پہ بھی رکھو، ہمیشہ سامنے والا ہی غلط نہیں ہو☆ ایک خوبصورت دل ہزار خوبصورت چیزوں سے بہتر ہے، اس لیے زندگی میں ایسے لوگوں کا انتخاب کیجئے جن کے دل ان کی چیزوں سے زیادہ خوبصورت اور صاف ہوں☆ کسی کے گھر جاؤ تو اپنی آنکھیں قابو میں رکھو اور جب اس کے گھر سے نکلو تو اپنی زبان قابو میں رکھو تاکہ وہاں کی عزت اور راز دونوں سلامت رہیں۔''

(حاصل مطالعہ)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

سفارش کرنا بھی کار خیر ہے

جو اچھی بات کی سفارش کرے، اس کے لئے اس نیکی کے اجر میں سے ایک حصہ ہوگا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس کے گناہ کا کچھ بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (سورۂ نساء:۸۵)

وضاحت:۔ جو شخص کسی دوسرے شخص کے جائز حق اور جائز کام کے لئے جائز طریقہ سے سفارش کرے تو اس کو اس سفارش کی وجہ سے ثواب کا حصہ ملے گا، الدال علی الخیر کفاعلہ ''نیکی پر کسی کو آمادہ کرنے والے کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا، جیسا کہ اس نیک عمل کرنے والے کو ملے گا، یعنی کسی حاجت منداور پریشان حال آدمی کی مالی مدد کے لے آپ نے کسی دولت مند سے دست تعاون بڑھانے پر آمادہ کیا اور صاحب ثروت نے اس کی مدد کی تو سفارشی شخص بھی خیرات وصدقات کے ثواب میں شریک ہوگا، لیکن ہاں، سفارش صرف ان معاملات میں کریں جن میں سفارش کرنا جائز ہے، جہاں سفارش کرنا جائز نہیں ہے، جیسے ناجائز مقدمات کی پیروی کرنا، یا امتحانات کے پرچوں کی جانچ میں نرمی برتنے کی سفارش کرنا جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو، صحیح نہیں ہے، اسی طرح کسی مفسد یا سارق کی سفارش کر کے اس کو بری کردینے کی سفارش کرنا کہ پھر وہ فساد وچوری کرے، یہ جائز نہیں ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس گناہ میں وہ بھی شریک سمجھا جائے گا، دوسرے یہ کہ جائز کاموں کے لئے بھی سفارش کا انداز مشورے کا ہو، دباؤ ڈالنے کا نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ میرے خیال میں یہ صاحب اس کام کے لئے موزوں ہیں، اگر آپ کے اختیار میں ہو اور آپ کی مصلحت اور اصول کے خلاف نہ ہو تو ان کا کام کردیجئے، اگر وہ آپ کا مشورے اور سفارش کو قبول نہ کریں تو اس سے آپ کو کوئی ناراضگی اور ناگواری نہیں ہونی چاہئے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت بریرہ آزاد ہوگئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم حضرت مغیث سے اپنا نکاح برقرار رکھو، حضرت بریرہؓ نے دریافت کیا کہ کیا یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انما اشفع'' میں یہ صرف سفارش کررہا ہوں، چنانچہ حضرت بریرہ نے کہا کہ میں اس مشورہ اور سفارش کو قبول نہیں کرتی ہوں، اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی درجہ کی بھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا اور خوش دلی کے ساتھ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ اگر ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے سفارش کی جائے تو انشاء اللہ اجر وثواب ہوگا، لیکن ایسا کم ہوتا ہے، اس لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا کہ آج کل لوگوں نے جو اس کا حلیہ بگاڑا ہے وہ درحقیقت سفارش نہیں ہوتی، بلکہ تعلقات یا وجاہت کا اثر اور دباؤ ڈالنا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر ان کی سفارش نہ مانی جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں، بلکہ دشمنی پر آمادہ ہوجاتے ہیں، حالانکہ کسی ایسے شخص پر دباؤ ڈالنا کہ وہ ضمیر اور مرضی کے خلاف کرنے پر مجبور ہوجائے، اکراہ واجبار میں داخل ہے اور یہ سخت گناہ ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کے مال یا کسی کے حق پر زبردستی قبضہ کرلے وہ شخص شرعاً اور قانوناً آزاد وخود مختار تھا آپ نے اس کو مجبور کرکے اس کی آزادی سلب کرلی اس کی مثال تو ایسی ہوگی کہ کسی محتاج کی حاجت پوری کرنے کے لئے کسی دوسرے کا مال چرا کر اس کو دیدیا جائے۔ (معارف القرآن:۲؍۵۰۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آپ کی سفارش مان لی گئی تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر آپ کی سفارش نہیں مانی گئی تو اس کی وجہ سے کوئی جھگڑا اور ناراضگی نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ یہ ایک مشورہ تھا اور مشورے کے اندر دونوں باتوں کا احتمال رہتا ہے۔

تین خوش نصیب لوگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے تین لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خاص اپنے سایہ عاطفت میں ٹھکانا عطا فرمائے گا، اپنی رحمت میں چھپائے گا، اپنی محبت میں داخل فرمائے گا: ایک تو وہ شخص جسے عطا کیا جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے، دوسرے وہ شخص جب کسی کو سزا دینے پر قادر ہو لیکن وہ معاف کردے اور تیسرا وہ شخص کہ جب اسے غصہ آئے تو نرمی اختیار کرے۔ (الحاکم)

مطلب:۔ اللہ جل شانہ کے رحم وکرم اور شفقت ومحبت کا دائرہ بہت وسیع ہے وہ اپنی ساری مخلوقات پر غایت درجہ رحم کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں میں سب سے زیادہ اہم نام رحمٰن ورحیم ہے گویا دنیا میں جو کچھ ہے وہ خدا کی رحمت کے جلووں کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور دنیا میں رحم وکرم کے جو آثار پائے جاتے ہیں وہ اس کی رحمت کے آثار اور پرتو ہیں، جس سے پوری مخلوق فیضیاب ہورہی ہے، ہاں! اللہ کی اس صفت رحمت سے تین اشخاص کو زیادہ فائدہ پہونچتا ہے، یعنی ایسے تین خوش نصیب لوگوں پر اللہ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے، ان میں پہلا وہ شخص ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر ہمہ دم شکر بجالاتا ہے خواہ وہ مال واولاد کی نعمت ہو یا صحت وتندرستی کی، جاہ ومنصب کی دولت ہو یا خوشحالی وترقی کی، ہر حال میں اس کی زبان شکر الٰہی سے تر رہتی ہے اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس کو مزید ترقیات سے نوازتے ہیں اور اس پر اپنے سایہ رحمت کو دراز فرماتے ہیں، دوسرا وہ شخص جو دوسروں کے قصوروں اور غلطیوں کو معاف کردیتے ہیں اور عفو ودرگذر سے کام لیتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اس غلطی میں صرف وہ کوتاہی شامل ہے جو انجام میں وقوع پذیر ہوتے ہیں، لیکن جو عادی قوم ہے اور تنبیہ کے باوجود نازیبا حرکتیں کرتا رہتا ہے اس کی سرزنش کی جائے گی، تاکہ بار بار اس سے ایسا جرم صادر نہ ہو اور تیسرا وہ شخص رحمت الٰہی کے سایہ میں ہوگا جو غصہ کو قابو میں رکھتا ہو، اشتعال انگیزی کے وقت حلم وبردباری سے کام لینا مومن کی اعلیٰ اخلاقی صفات میں سے ہے، قرآن مجید میں مومن کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی کہ جب اس کو غصہ آئے تو وہ معاف کردیتے ہیں، ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اجر کے اعتبار سے اس گھونٹ سے زیادہ عظیم اور کوئی گھونٹ نہیں ہے جو غصہ کا گھونٹ لیا جائے صرف باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر (ابن ماجہ) اس کے علاوہ یہ کہ غصہ نہ صرف آدمی کے دل ودماغ کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کردیتا ہے، بلکہ طبی لحاظ سے اعضاء رئیسہ پر اثر انداز ہوتا ہے اور صحت کی خرابی کا سبب بنتا ہے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ غصہ آدمی کو حلم وبردباری، متانت وسنجیدگی کے جوہر سے یکسر عاری کردیتا ہے جو درحقیقت شرافت اور کریم النفس کی بنیاد ہیں، اصل بات یہ ہے کہ آدمی جتنا عقلمند، قابل اور بردبار ہوتا جاتا ہے اس کا دل ودماغ اتنا ہی وسیع ہوتا جاتا ہے اس میں لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنے کی صلاحیت بڑھتی جاتی ہے اور یہی علامت ہے شرافت اور کریم النفس کی، اس لئے اگر کسی کے اندر مذکورہ تینوں صفات پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا سایہ فرمائیں گے اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی عطا فرمائیں گے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قربانی کس پر ہے

س: قربانی کے وجوب کے لئے کیا نصاب ہے، کن لوگوں پر واجب ہے؟

ج: ہر ایسا عاقل وبالغ مقیم مسلمان مرد وعورت جس کے پاس بنیادی ضروریات مثلاً رہائشی مکان استعمال کے فرنیچر، برتن، لباس اور سواری وغیرہ سے زائد اور قرض سے فاضل ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ رگرام ۳۶۰ رملی گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ رگرام ۴۸۰ رملی گرام) سونا یا ان میں سے کسی ایک کے بقدر کوئی دوسری مالیت ایام قربانی میں موجود ہو وہ مالک نصاب ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔ ''ومنها (ای من شرائط وجوب الأضحية) الغنى ـــ وهو أن يكون فى ملكه مائتا درهم أو عشرون دينارا أو شىء تبلغ قيمته ذالک سوى مسكنه ومايتأثث به وكسوته وخادمه وفرسه وسلاحه ومالايستغنى عنه وهو نصاب صدقة الفطر ـــ وجميع ماذكرنا من الشروط يستوى فيها الرجل والمرأة لأن الدلائل لاتفصل بينهما'' (بدائع الصنائع: ۵/۱۹۶، ۱۹۷)

کاشت کی زمین نصاب میں شامل ہے یا نہیں

س: بکر کے پاس کاشت کی کچھ زمین ہے جس سے وہ پیداوار حاصل کرتا ہے، اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں بکر کو زمین سے پیداوار اتنی حاصل ہوجائے جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کے سالانہ خرچ کے لئے کافی ہو اور اس کے علاوہ مقدار نصاب غلہ بچ جائے تو ایسی صورت میں اس پر قربانی واجب ہوگی ورنہ نہیں؛ اس لئے کہ کاشت کی زمین کے نصاب میں شامل ہونے اور وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ سال بھر کے خرچ کے علاوہ مقدار نصاب غلہ موجود ہو۔

''اذا كان له عقار يستغله تلزمه الاضحية اذا دخل منه قوت عامه وزاد معه النصاب'' (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۷۱۶)

مقدار نصاب زیورات ہوں تو وجوب قربانی

س: میری لڑکی بالغہ ہے اس کو شادی کے موقع پر دینے کے لئے ہم نے کچھ زیورات بنوا رکھے ہیں جو مقدار نصاب ہیں، کیا میری لڑکی پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ زیورات مقدار نصاب ہیں اور آپ نے ان زیورات کا مالک لڑکی کو بنادیا ہے تو قربانی لڑکی پر واجب ہوگی اور اگر لڑکی کو ابھی مالک نہیں بنایا ہے بلکہ خود ہی مالک ہیں تو ایسی صورت میں قربانی آپ پر واجب ہوگی الاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى عن نفسه (الهداية: ۳؍۴۴۳)

نابالغہ لڑکی مالک نصاب ہو تو قربانی کا حکم

س: میں نے لڑکی کی پیدائش کے بعد ہی زیورات بنوا کر رکھ دیا اور اس کے نام سے اکاؤنٹ کھلوا کر رقم جمع کرنا شروع کردیا تاکہ اس کی شادی میں کام آوے، لڑکی ابھی نابالغہ ہے لیکن مالک نصاب ہے، ایسی صورت میں کیا اس پر زکوۃ وقربانی واجب ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں لڑکی مالک نصاب ہے لیکن جب تک وہ نابالغہ ہے اس پر زکوۃ وقربانی واجب نہیں ہے بالغہ ہونے کے بعد زکوۃ بھی دینی ہوگی اور قربانی بھی: ''ولو كان للصبى مال فالأصح أنها لاتجب فى ماله بالاجماع'' (الفقه الحنفى وادلته: ۳؍۲۱۴)

مشترکہ فیملی ہو تو قربانی کا حکم

س: چار بھائیوں کی ایک جوائنٹ فیملی ہے سب کا کاروبار اور آمدنی کا حساب الگ الگ ہے لیکن کھانا پینا چولہا چوکی مشترک ہے، ایسی صورت میں کیا ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہوجائے گی یا ہر ایک کو الگ الگ کرنی ہوگی، جبکہ ہر ایک مالک نصاب ہے؟

ج: گھر میں جتنے بھی لوگ مالک نصاب ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت ہر ایک پر قربانی واجب ہے لہذا سب کو اپنی طرف سے قربانی کرنی ہوگی، ایک ہی قربانی گھر بھر کی طرف سے کافی نہیں ہوگی: ''الاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى عن نفسه'' (الهداية: ۳؍۴۴۳)

مشترک کاروبار ہو تو قربانی کس پر ہے

س: ایک دکان چار بھائیوں کو وراثت میں ملی، چاروں نے مشترک طور پر اس دکان میں کام کرنا اور اس کو بڑھانا شروع کیا، چاروں کا کھانا پینا رہنا سہنا ایک ساتھ ہے اور گھر کے سارے اخراجات مشترکہ طور پر اسی دکان سے پورے ہوتے ہیں، دکان کی آمدنی ایک جگہ جمع ہوتی ہے، ایسی صورت میں قربانی کس کے ذمہ ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ کاروبار کی مالیت اور اس کی آمدنی کو اگر چار حصوں پر تقسیم کیا جائے اور ہر بھائی کا حصہ مقدار نصاب کو پہونچ جائے تو ایسی صورت میں چاروں بھائیوں پر شرعاً قربانی واجب ہوگی۔

''وشرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله، والموسر فى ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينارا أو شىء يبلغ ذالک'' (الفتاوى التاتارخانيه كتاب الاضحية: ۱۷/۴۰۵)۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 26 مورخہ ۱۶ر ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر جون ۲۰۲۱ء روز سوموار

چوتھے ستون کا انہدام

صحافت، میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی حیثیت جمہوریت میں چوتھے ستون کی رہی ہے، عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ اور میڈیا پر جمہوریت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، قائم رہتی ہے اور چاروں ستون اسے مل کر مضبوطی فراہم کرتے ہیں، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مقننہ (پارلیامنٹ، راجیہ سبھا) اور انتظامیہ پر ایک خاص ذہنیت کے لوگوں کا قبضہ ہے اور ماضی کے تجربات اور تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ جمہوری قدروں کو پروان چڑھانے کے حوالہ سے ان سے کوئی توقع رکھنا فضول ہے، ملک تیزی سے فاشزم کی طرف بڑھ رہا ہے، کثیر جماعتی نظام سیاست کے بجائے ایک نظریاتی نظام کو پروان چڑھانے کے مقصد سے ملک کے سماجی ڈھانچہ کو توڑا جا رہا ہے، گنگا جمنی تہذیب جسے کبھی ہندوستان کا امتیاز سمجھا جاتا تھا، موت کے دہانے پر کھڑی ہے، حق اور حب الوطنی کا مطلب آر ایس ایس اور گرو گوالکر کے مقرر کردہ طریقوں کو سمجھا جا رہا ہے، دنیا جو کہتی رہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، ان ڈی ٹی وی پر جاری ایک مباحثہ میں ترنیدر دابھولکر کے صاحب زاد حمید دابھولکر نے بہت صاف اور سچی بات کہی کہ ''بی جے پی سوچے سمجھے طریقے سے فرقہ واریت پر قائم ہے، کانگریس مصلحت اندیشانہ طریقے سے فرقہ واریت کا حصہ ہے، بایاں بازو بے اثر ہو چکا ہے اور ملک کا متوسط طبقہ خود میں گم رہتا ہے''۔

ایسے میں اب صرف دو ستون پر ہماری جمہوریت قائم تھی، ایک عدلیہ اور دوسرے میڈیا، میڈیا والے بکنے لگے اور اپنی قیمت لے کر وہ کہنے لگے جو ان کا خریدار کہلوانا چاہتا ہے، اسے ہجومی تشدد، بے گناہوں کے قتل، پھیلتی ہوئی بدعنوانی، ظلم وستم کی گرم بازاری اور ملک کی سیاسی، تہذیبی اور مذہبی ثقافت واقدار سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، اسے وہی کچھ دکھانا ہے، لکھنا ہے، سنانا ہے، چھاپنا ہے، چھپوانا ہے جو اس کا مالک چاہ رہا ہے اور جس کی قیمت اس نے وصول لی ہے، اس طرح جمہوریت کے اس چوتھے ستون کا بھی انہدام ہو گیا، جو لوگوں تک صحیح اور سچی بات پہونچا سکتا تھا، اس نے اپنی آنکھیں، کان اور منہ گاندھی جی کے بندروں کی طرح بند کر لیا ہے، گاندھی جی کے یہ بندر غلط نہ بولنے، نہ سننے اور غلط نہ دیکھنے کی علامت سمجھے جاتے تھے، لیکن موجودہ دور میں کان، آنکھ، منہ حق نہ بولنے، نہ سننے اور نہ دیکھنے کے لیے بند کر لیے گیے ہیں، زی نیوز، انڈیا ٹی وی، ٹائمس ناؤ جیسے نیوز چینل، ٹائمز آف انڈیا، ڈی این اے جیسے اخبارات، اکنامک اینڈ پولیٹکل ای کلی (ای پی ڈبلو) جیسی معتبر اقتصادی، سیاسی اور تحقیقی میگزین بھی اس ستون کو منہدم کرنے میں اپنی مضبوط حصہ داری ادا کر رہی ہیں، امید کی کرن اے، ایل ٹی نیوز جیسے اخبارات، روش کمار اور ونود راجیسے بے خوف اینکر اور بہت سارے فری لانسر ہرش مندر، تیستا سیتلواڑ، رام پینانی، اجیت ساہی جیسے صحافی ہیں، جن کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ ملک ابھی نامرد، بانجھ، بزدل اور ڈرپوک پوری طرح نہیں ہوا ہے، ان کے قلم سے نکلنے والی روشنی تاریکی کے سینہ کو چیر کر رکھ دے رہی ہے، یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ جمہوریت کا چوتھا ستون جرائم پیشوں کے نشانے پر ہے۔ لے دے کر عدلیہ بچی ہوئی ہے، لیکن ایک پیلر پر جمہوریت کی عمارت کب تک کھڑی رہ پائے گی، یہ سمجھنا بہت مشکل نہیں ہے، خصوصا اس صورت میں جب مختلف عہدوں پر بحالی کا معیار بھی آر ایس ایس کی وفاداری کو قرار دیا جا رہا ہو۔

مجھے ان سطروں کے لکھتے وقت نریندر دابھولکر، گووند پانسرے اور کل برگی کی یاد آرہی ہے، جنہیں حق سوچنے، حق بولنے اور حق کی اشاعت کرنے کے جرم میں موت کی نیند سلا دیا گیا، ہمیں گوری لنکیش یاد آرہی ہے، جسے آر ایس ایس کی فیک نیوز مہم پر لکھنے کی وجہ سے ان کے گھر کے باہر گولی ماردی گئی، الکٹرونک میڈیا ان کے قتل کو ہلکا ثابت کرنے کے لیے ڈھونڈھ ڈھونڈ کر تاویلات وتوجیہات لاتا رہا، پرنٹ میڈیا میں چند کچھ ہلچل رہی، لیکن جس طرح دوسرے صحافیوں کے قتل کے معاملے میں لوگ احتجاج، مظاہرے اور مضامین چھپوا کر انہیں بھول گیے، یہی حال چند دنوں بعد گوری لنکیش کا بھی ہو گیا لوگ دھیرے دھیرے انہیں بھول گئے، پھر کسی صحافی پر کوئی طوفان آئے گا اور جان جائے گی تو واویلا مچے گا، بھولے ہوئے مقتولوں کی یاد آئے گی، ان کے خون کا تذکرہ کیا جائے گا اور پھر ہلچل ختم ہو جائے گی، ہندوستانی سماج میں یہی کچھ ہوتا رہا ہے، انصاف ملنے تک ہم تحریک چلانے کے عادی نہیں رہے، ہمارا غم وغصہ سوڈے کے ابال جیسا ہوتا ہے، پوری طرح جوش میں آتا ہے اور جلد ہی بیٹھ جاتا ہے، گوری لنکیش کا نہ صرف قتل ہوا؛ بلکہ قتل کے بعد اس کے جواز کے جو حیلے تراشے گئے وہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے قبیل سے تھے، اس سے ان کی شخصیت کا بھی قتل ہوا، مغلظات بکے گئے، کردار پر انگلیاں اٹھائی گئیں، اس طرح ایک دوسرے قتل کا بھی میڈیا مرتکب ہو رہا ہے، مثل مشہور ہے کہ ایک جھوٹ کو درست ثابت کرنے کے لیے کئی جھوٹ مسلسل بولنے پڑتے ہیں اور الکٹرونک میڈیا دو ایک چینل کو چھوڑ کر اتنے جھوٹ بولنے میں لگا ہوا ہے جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا، مقصد یہ ہے کہ لوگ جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔

بی جے پی کے ایک لیڈر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر وہ آر ایس ایس کے خلاف نہیں لکھتیں تو آج زندہ ہوتیں، کیا یہ جملہ نہیں بتا رہا کہ ان کے قتل میں کس کا ہاتھ ہے، لیکن گاندھی جی کے بندر کی طرح آنکھ بند کر لیا جائے تو صحیح اور سچی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی دکھائی نہیں دیتی، عمر فاروق عاصم دیوبندی کا یہ شعر اچانک ذہن میں آ گیا۔

اس دور ستم گر میں سچ بات کے لکھنے کو
جو ہاتھ بھی اٹھیں گے وہ ہاتھ قلم ہوں گے

ہاتھ ہی نہیں اب تو جمہوریت کے چوتھے ستون کے محافظ کا سر قلم ہو رہا ہے، ملک میں جمہوریت کی بقا کے لیے اس چوتھے ستون کی حفاظت کی ضرورت ہے، اور اس بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ چند لوگوں کو قتل کر دینے سے حق نہیں مرجاتا ہے اور حق بات کہنے والے گونگے نہیں ہو جاتے، اگر ایسا ہوتا تو ہم تک جو جمہوریت پہونچی ہے وہ کب کی ختم ہو گئی ہوتی، کیوں کہ دار ورسن کی یہ آزمائش کم وبیش ہر دور میں رہی ہے، لیکن بڑھنے والے یہ کہہ کر بڑھتے رہے ہیں کہ چلے چلو کہ ابھی وہ منزل نہیں آئی۔ یہ چلنا طوق وسلاسل کے ساتھ ہر دور میں جاری رہا ہے اور پا بجولاں چلنے والے کی تاریخ رقم ہوتی رہی ہے۔

داعیان اسلام کی گرفتاری

اترپردیش میں ۲۰۲۲ء اسمبلی انتخاب ہونا ہے، یوگی حکومت کی کارکردگی سے وہاں کے ہندو مسلمان مطمئن نہیں ہیں، ایسے میں وہاں بی جے پی کو کوئی ایسا ایجنڈا چاہیے، جس سے غیر مسلموں کو متحد کیا جا سکے، ظاہر ہے یہ کام مسلمانوں کی گرفتاری اور ہندوتوا کو لاحق فرضی خطرات کا ہوّا کھڑا کیے بغیر ممکن نہیں ہے، چنانچہ یوگی حکومت نے اس کام کا آغاز کر دیا ہے اور گودی میڈیا کو میڈیا ٹرائل پر لگا دیا ہے، جو دور کی کوڑی لاکر اس کے تار آئی اس آئی اور پاکستان سے جوڑنے میں لگا ہوا ہے۔

جناب عمر گوتم پہلے غیر مسلم تھے اور ہندوتوا کے پکے علم بردار، ان کا نام دھن راج سنگھ گوتم تھا، ایک بار وہ سخت بیمار ہوئے، مسلمانوں نے انسانی بنیادوں پر ان کا ہر طرح تعاون کیا، اس حسن سلوک سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا، پھر انہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت پہونچی کہ جو اپنے لیے پسند کرو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو، انہوں نے اپنے لیے اسلام پسند کیا تھا، چنانچہ وہ لوگوں تک اسلام کے آفاقی پیغام کو پہونچانے لگے، جن نیک بختوں کی قیمت میں اسلام لانا تھا وہ اسلام میں داخل ہو گئے، اتنی سادہ سی بات تھی، جس کا افسانہ بنا دیا گیا، ان کا اسلامی دعوۃ سنٹر نہ کسی پر جبر کرتا تھا اور نہ اکراہ، نہ عمر گوتم صاحب کے پاس دولت تھی کہ وہ دولت کے بل پر لوگوں کو مذہب تبدیل کراتے، لیکن اترپردیش اے ٹی ایس نے ایک ہزار ہندوؤں کے مذہب تبدیل کرانے کے الزام میں لکھنؤ سے جناب عمر گوتم اور مولانا مفتی جہانگیر عالم قاسمی کو گرفتار کر لیا ہے، اور ان کے اوپر لکھنؤ تھانہ میں دھوکہ دہی، مجرمانہ سازش، مذہبی جذبات بھڑکانے، قومی اتحاد کو متاثر کرنے اور یوپی تبدیلی مذہب قانون ۲۰۲۰ء کے تحت اف آئی آر درج کیا ہے۔

حالانکہ یہ دونوں دستور کی دفعہ ۲۵ر میں دیے گئے آزادی کے مطابق قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے مذہبی تشہیر کا کام کرتے تھے، اس کے قبل ایک فیصلے میں سپریم کوٹ نے کہا تھا کہ مذہبی تشہیر سے کسی کو روکا نہیں جا سکتا، مختلف مذاہب کے پرچار کے لیے درجنوں چینل کام کر رہے ہیں اور حکومت وعدالت اس پر پابندی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

فی الوقت ان دونوں داعیان اسلام کو پولیس نے ایک ہفتہ کے لیے اپنی تحویل میں لے لیا ہے، یہ تحویل اس لیے بڑی سخت ہوتی ہے کہ پولیس پوچھ تاچھ کے نام پر جو تشدد کرتی ہے، وہ انسانی صحت کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے، ذہنی اذیت اور نفسیاتی حربے انسان کو پریشان کر کے رکھ دیتے ہیں، اللہ رب العزت ان دونوں کو ان پریشانیوں کا سامنا کرنے کی ہمت، طاقت اور حوصلہ بخشے، رہ گئی قانونی کارروائی تو قانون کا جواب تو قانون سے ہی دیا جا سکتا ہے، خبریں آرہی ہیں کہ بعض ملی تنظیموں نے قانونی لڑائی لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ واللہ الموفق وھو المعین۔

نر کے ذریعہ ولادت کا عمل

سائنسی ترقیات نے جہاں سہولتیں پیدا کی ہیں، وہیں تجربات کے نام پر بہت کچھ الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے، پہلے رحم مادر کا تصور تھا، اب مردوں کے کوکھ کی سرجری کر کے بچہ پیدا کیا جا سکتا ہے، فادرس ڈے یعنی یوم پدر کے موقع سے چین نے چوہوں پر یہ تجربہ کیا، نیول یونیورسٹی شنگھائی کے سائنس دانوں نے مادہ چوہیا کی بچہ دانی چوہے میں منتقل کر دیا، اور وہ حاملہ ہو گیا، پھر آپریشن کے ذریعہ بچہ پیدا ہوا، اس میں تین بچے صحت مند ہیں، چین کے سائنس داں اسے دوسرے جانور اور پھر انسان تک تدریجا لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور اس تحقیق سے وہ لوگ بہت پرامید ہیں۔

ماضی میں اس قسم کے تجربے دوسرے ملکوں میں ہو چکے ہیں، سال بھر میں اکیلے آسٹریلیا میں اس تکنیک سے بائیس مرد حاملہ ہوئے، ایک میڈیکل سروے کے مطابق دو سو اٹھائیس بچے گذشتہ دہائی میں مردوں کے ذریعہ پیدا ہوئے، ان میں زیادہ تر وہ مرد تھے جنہوں نے اپنی جنس تبدیل کروائی تھی، سائنس دانوں کے یہاں اس غیر فطری عمل میں کشش کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ان عورتوں کو بھی سہولت ہو جائے گی جو کسی بھی وجہ سے بچہ پیدا کرنے سے معذور ہیں، حالاں کہ اس عمل سے ہم جنسوں کی شادی میں اضافہ ہوگا، جسے پہلے ہی کئی ممالک قانونی منظوری دے چکے ہیں۔

مردوں پر یہ تجربہ کامیاب ہو جاتا ہے تو انہیں سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، ولادت کا کرب عورتوں کے حصے میں آتا رہا ہے وہ مردوں کے حصے میں بھی آنے لگے گا، البتہ ولادت کا عمل ان کے یہاں آپریشن کے ذریعہ ہی ہو سکے گا، اور نارمل ولادت کا تصور کسی بھی حال میں ممکن نہیں ہوگا۔

اسلامی نقطہ نظر سے یہ ایک فضول اور لایعنی عمل ہے، تاریخ شاہد ہے کہ اس قسم کے تجربے ہر دور میں انسانوں کے لیے نقصان دہ رہے ہیں، اس کی وجہ سے سماجی تانا بانا، خاندانی اطوار سب کچھ بدل جائے گا، یہ اللہ رب العزت کے تخلیقی عمل میں گھس پیٹھ کی کوشش ہے، جس کے مضر اثرات ہر حال میں سامنے آئیں گے اور کیا بعید کہ اللہ رب العزت ان کے تجربے کو ہی ناکام کر دے اور انہیں منہ کی کھانی پڑے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

ٹیکہ کاری کے اعداد وشمار

ابھی گذشتہ ہفتہ ہم نے بتایا تھا کہ کورونا سے مرنے والوں کی تعداد کو سرکار چھپا رہی ہے، اب نیا معاملہ ٹیکہ کاری کے اعداد وشمار کا سامنے آیا ہے، بہار حکومت کے محکمۂ صحت کی جانب سے جاری ٹیکہ کاری کے اعداد وشمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ ۱۷ر مئی سے ۱۷ر جون تک دیگر ذرائع سے جائزہ کے مطابق ۲۶۔۲۸ لاکھ لوگوں کو ٹیکے لگائے گئے، جب کہ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ان کی تعداد ۶۶۔۳۹ لاکھ ہے، ٹیکہ کاری کے یومیہ جاری ہونے والے اعداد اور ایک ماہ کے کل اعداد میں ۲۰۔۱۱ر لاکھ کا فرق ہے۔ محکمۂ صحت کو جب اس طرف متوجہ کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ فرق نہیں ہے، بلکہ اپ ڈیٹ کرنے میں تاخیر کی وجہ سے یہ صورت حال ہوتی ہے، فائنل اعداد وشمار کے تجزیہ اور ان کو مرتب کرنے میں وقت لگتا ہے، کبھی کبھی گذشتہ دن کے اعداد کو بھی اگلے دن میں جوڑا جاتا ہے، اس لیے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ وجہ جو ہے جو ہو صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ جس طرح مرنے والوں کی تعداد کم بتائی گئی، ٹیکہ کاری کی تعداد بڑھا کر پیش کی جا رہی ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمد قاسم مظاہریؒ

مولانا محمد قاسم مظاہری بن محمد مسلم انصاری (م ۱۹۹۷) بن جانو میاں ساکن اونکڑی، ڈاک خانہ بگروڈیہہ وایا کرماٹانڈ ضلع جام تاڑا جھارکھنڈ کا جمعرات دن گذار کر جمعہ کی شب سوا گیارہ بجے ۱۷/جون ۲۰۲۱ء مطابق ۵/ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ کو انتقال ہو گیا، معمول کے مطابق عشا کی نماز ادا کی، کھانا تناول کیا، بستر پر لیٹ گئے اور اچانک قلب کی تکلیف شروع ہوئی اور دس منٹ کے اندر بیماریٔ دل نے کام تمام کر دیا، جنازہ کی نماز بعد نماز جمعہ دن کے تین بجے مولانا شعیب صاحب مظاہری استاذ جامعہ عربیہ برن پور ضلع بردوان نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے چار لڑکیاں ہیں، تینوں لڑکے برسر روزگار ہیں، چاروں لڑکیوں کی شادی کی ذمہ داری سے وہ سبکدوش ہو چکے تھے، انتقال کے وقت تعلیمی اسناد کے مطابق ان کی عمر ۶۳/سال تھی۔

مولانا محمد قاسم مظاہری کی ولادت ۳۰/ستمبر ۱۹۵۸ء ان کے آبائی گاؤں اونکڑی میں ہوئی، مولانا کی نانی ہال کرماٹانڈ اور سسرال چمن بگہہ ڈاک خانہ کرنجو ضلع دیوگھر تھی، شادی کا مرحلہ ۱۹۸۲ء میں انجام پذیر ہوا تھا، پیدائشی طور پر ایک پاؤں سے معذور تھے، لاٹھی لے کر چلا کرتے تھے، پاؤں کے تلوے اور ایڑیاں مڑی ہوئی تھیں، اس کے باوجود چلنے میں تیزی تھی اور جسم پھرتیلا تھا، مولانا کی ابتدائی تعلیم قریب کے مدرسہ ندوۃ الاصلاح عبد اللہ نگر پھکبندی سے پانے کے بعد وہ جامعہ عربیہ برن پور بردوان چلے گئے، یہاں فارسی اور ابتدائی عربی کے سال اول و دوم کی تعلیم پائی، وہاں سے مدرسہ خادم العلوم باغوں والی تشریف لے گئے اور عربی پنجم تک کے نصاب کی تکمیل یہیں سے کی پھر مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخل ہو کر دورۂ حدیث تک تعلیم پائی اور سند فراغ حاصل کیا۔ ۱۹۸۰ء میں تدریسی زندگی کا آغاز ندوۃ الاصلاح پھکبندی سے کیا، جوان کی مادر علمی بھی تھی، ایک سال کے بعد وہ کالی پہاڑی آسنسول چلے گیے اور امامت و خطابت اور مکتب کے معلم کی ذمہ داری سنبھالی۔

۱۹۸۳ء میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں مختلف عہدوں کے لیے ویکنسی آئی، بعض ذرائع سے ان کو خبر ملی؛ چنانچہ انہوں نے درخواست بھیجوائی، اس زمانہ میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں تعلیم اچھی ہوتی تھی اور بڑے صاحب علم و فن وہاں کی مسند تدریس پر متمکن تھے، بحالیوں میں بھی شفافیت ہوا کرتی تھی، اسی کا نتیجہ تھا کہ مولانا اتنی دور دراز سے آکر یہاں کے انٹرویو میں کامیاب قرار پائے، جب کہ ان کے مقابل ایک مقامی بڑے عالم کے صاحب زادہ بھی شریک انٹرویو تھے، اکسپرٹ مولانا مصطفیٰ رضا شبنم کمالیؒ تھے، اتفاق سے میں بھی ایک دوسرے عہدہ کے لیے انٹرویو میں شریک ہو کر کامیاب ہوا تھا، بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے اپروول کی جو قواعد ہے، اس نے گیارہ مہینے لے لیے بالآخر یکم مئی ۱۹۸۴ء سے مولانا محمد قاسم مظاہری صاحب مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں مولوی کے عہدہ پر بحال ہو گئے، اور پھر اپنی علمی لیاقت، سنجیدگی و متانت، ذمہ داروں کی سمع و طاعت، ایماندارانہ تدریس اور دیانت دارانہ خدمت کی وجہ سے ترقی کرتے ہوئے پرنسپل کے عہدے تک پہونچے اور کم و بیش چار سال انچارج پرنسپل رہنے کے بعد ۳۰/ستمبر ۲۰۲۰ء کو مدت ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوئے، تنخواہ میں اضافہ ہوا تو زیارت خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی خواہش نے انگڑائی لی، چنانچہ آپ نے معذوری کے باوجود عمرہ کی غرض سے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ الوداعیہ تقریب کے بعد گھر کو روانہ ہو گئے، لاک ڈاؤن میں مدارس بند تھے، اس لیے گھر پر ہی قیام پذیر رہے، حالاں کہ مدرسہ حسینیہ چھپرہ خرد، ضلع ویشالی میں ان کی بحالی کی بات ہو چکی تھی، لیکن اللہ کو منظور نہیں تھا، چنانچہ ابھی ایک سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ جنت سدھارے، گھر پر قیام کے دوران بھی مقامی اور خاندان کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا مشغلہ رہا، اس طرح کہنا چاہیے کہ پوری زندگی قرآن پڑھا اور پڑھایا، ایک وقت کی نماز مرنے کے دن بھی نہیں چھوٹی، رات جمعہ کی پائی مغفرت کے کتنے اسباب اللہ نے ان کے لیے جمع کر دیے تھے، یقین ہے وہ جنت کی ہواؤں سے مستفید ہو رہے ہوں گے۔

مولانا مرحوم سے میرے تعلقات کم و بیش اڑتالیس (۴۸) سالوں کو محیط ہیں، جن میں سولہ سال تو روز کا اٹھنا بیٹھنا تھا، وہ ناظم مطبخ بھی تھے، اس لیے ہفتہ میں ایک روز دسترخوان پر بھی ان کے ساتھ مجلس جمتی تھی، مزاج میں ہم دونوں کے ہم آہنگی تھی، اس لیے یاد نہیں آتا کہ اتنی طویل مدت میں کسی مسئلہ پر اختلاف یا تلخ کلامی ہوئی ہو، ان کو تعلقات نبھانے کا فن آتا تھا، جس زمانہ میں محدود پیمانہ پر میں کتابوں کی تجارت کرتا تھا، وہ ماہانہ کچھ نہ کچھ کتابیں مجھ سے خرید لیا کرتے تھے، حالاں کہ حالات اس زمانہ میں بورڈ کے معلمین کے اچھے نہیں ہوتے تھے، تنخواہ کم تھی اور کئی کئی ماہ انتظار کے بعد آیا کرتی تھی، اس کے باوجود میں نے انہیں معاملات میں بہت صاف ستھرا پایا، مولانا کا دور طالب علمی بہت غربت میں گذرا تھا، ان کے بھائی عبد القدوس (م ۲۰۰۵ء) نے ان کو حوصلہ دیا، اور تھوڑی بہت جو رقم ممکن ہوتی تھی، بھیجا کرتے تھے، مولانا کو اس کا احساس تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے بھتیجوں کو یکے بعد دیگرے ابابکر پور لا کر پڑھایا، آگے کی تعلیم کے لیے ندوۃ بھیجا، وہاں جانے کے بعد بھی ان کی تعلیمی سرپرستی کرتے رہے، چنانچہ بھتیجوں میں تین ندوی ہوئے اور سب معاشی اعتبار سے مضبوط ہو گیے، مولانا کے تمام بچے تو نہیں لیکن کئی نے مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں ہی تعلیم حاصل کی، ان کے علاوہ مولانا کے شاگرد سینکڑوں کی تعداد میں ہیں، جنہوں نے ان سے کسب فیض کیا، یہ سب ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ان کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے گا، اللہ رب العزت سے مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

ادبی جہتیں

ہمارے عہد میں شہر عظیم آباد میں ادب کے قلم رو میں دو سلطان بہت جانے پہچانے گئے، ایک سلطان اختر جو جدید غزل کے نامور شاعر تھے، لاک ڈاؤن کے زمانہ میں حال ہی میں دنیا کو الوداع کہا ہے، اب پٹنہ کی ادبی دنیا میں صرف سلطان آزاد رہ گئے ہیں، اللہ کا شکر ہے ان کی روح ابھی قفس عنصری میں موجود ہے، ہم ان کے لیے صحت و عافیت کے ساتھ درازیٔ عمر کی دعا کرتے ہیں، ان کی سلطانی ادب کے مختلف اصناف پر جاری و ساری ہے، افسانہ، تنقید، تحقیق، تبصرے، خاکے، فیچر اور ڈرامے ہر اصناف میں ان کی تحریریں موجود ہیں، معلوماتی بھی ہیں، اور وقیع بھی، ادب میں ان کی خدمات کو سمجھنا ہو تو ان کی مطبوعہ کتابوں "دبستان عظیم آباد، بہار میں اردو طنز و ظرافت، تلاش و تجزیہ، سانچ کو آنچ نہیں، عظیم سائنس دانوں کی کہانیاں، آئینہ آج کا، سب رس، شعور کی رو، فن طباعت، بہار میں اردو طنز و ظرافت اور بہار کا رثائی ادب" کا مطالعہ کرنا چاہیے، ان کتابوں کے مطالعہ سے سلطان آزاد کی پرت در پرت شخصیت قاری کے سامنے کھل آتی ہے۔

زیر مطالعہ کتاب "ادبی جہتیں" ان کے اکیس مضامین کا مجموعہ ہے، اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، "تحقیقی و تنقیدی جہتیں" میں تحقیق و تنقید ہے، "تخلیقی جہتیں" میں خاکے ہیں، اور "نقد و نظر" میں مطالعہ کا حاصل پیش کیا گیا، آخر میں مصنف کی کتاب "سب رس" اور "شعور کی رو" پر اہل علم و فن کے تاثرات پر مشتمل مضامین شامل کتاب ہیں۔ ۱۶۸/صفحات پر مشتمل اس کتاب کا آخری صفحہ سلطان آزاد کی کتابوں کی فہرست کے لیے مختص کیا گیا ہے، کتاب کا آغاز گفت باہمی سے ہوتا ہے، جو نذیر فتح پوری کے قلم سے ہے، پھر مصنف نے اپنی بات اپنے انداز میں کہی ہے، کتاب کے فلیپ پر ایم نصر اللہ نصر ہوڑہ مغربی بنگال اور نذیر فتح پوری کے خیالات کو جگہ دی گئی ہے، جو اسی کتاب میں شامل نذیر فتح پوری کے "گفت باہمی" سے ماخوذ ہے، کتاب کا انتساب ذیشان عظیم آباد کے نام ہے، جن سے سلطان آزاد کی ادبی پہچان ہے۔ کتاب کی قیمت چار سو روپے رکھی گئی ہے، جو اردو قاری کی قوت خرید کا امتحان ہے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے اس کی اشاعت ہوئی ہے، اس لیے کتاب جاذب نظر ہے، سرورق کا ڈیزائن بھی دیدہ زیب ہے اور آنکھوں کو بھاتا ہے، یہ تو ہوا کتاب کا تعارف۔

جہاں تک کتاب کے مندرجات کا سوال ہے تو ایمان داری کی بات یہ ہے کہ ان مضامین میں تحقیق بھی ہے اور تنقید بھی، ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے، اس لیے ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، تحقیق بغیر تنقید کے اصلا کتابوں کے اقتباس کی نقل ہو جاتی ہے، تحقیق کو تنقید کی کسوٹی میں چھانٹ پھٹک کر ہی چیزیں سامنے آتی ہیں، سلطان آزاد کے جو مضامین تحقیقی و تنقیدی جہتوں کے حوالہ سے ہیں، ان میں ان کے مطالعہ کی گہرائی، دیدہ ریزی اور تنقیدی بصیرت کا عکس جمیل ہمارے سامنے آتا ہے، نقد و نظر کے ذیل میں جو انہوں نے اپنا مطالعہ پیش کیا ہے، اس سے میرے خیال کی تائید ہوتی ہے۔

خاکے اس کتاب میں چار ہی ہیں، متین عمادی، ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی، شاہد احمد جمالی اور اکبر رضا جمشید، ان خاکوں میں سلطان آزاد نے خاکہ نگاری کے فن کو برتا ہے اور اس طرح الفاظ کے رنگوں سے کاغذ کے کینوس پر ان کا عکس اتارا ہے کہ ان کی زندگی چلتی پھرتی نظر آتی ہے، شخصیت کی خدمات کا نقشہ بھی ذہن و دماغ پر مرتسم ہو جاتی ہے، البتہ ان کی زندگی کے شب و روز اور ان کے سوانحی حوالات آنے سے رہ گیے ہیں، یہ سلطان آزاد کی کمی نہیں، بلکہ خاکہ نگاری کے حدود و قیود متعین کرنے والوں کی کمی ہے، ادب کے اجارہ داروں کا خیال ہے کہ خاکہ میں سوانحی کوائف نہیں آنے چاہیے، لیکن اس سمت میں ایک تجربہ کر کے دیکھنا چاہیے، کیوں کہ سوانحی کوائف سامنے آنے کے بعد ایک ہی مضمون سے قاری کی تشفی ہو جاتی ہے، میں نے اپنے خاکوں کے مجموعے "یادوں کے چراغ" میں اس کا اہتمام کیا ہے، اسے ایک تجربہ سمجھنا چاہیے، ظاہر ہے خاکوں کے حدود و قیود جو ہمارے نقادوں نے مرتب کیا ہے وہ "منزل من السماء" تو ہیں نہیں، ادب میں تجربات جاری رہتے ہیں، ان تجربوں کے قبول میں برسوں لگ جاتے ہیں، میرا خیال ہے کہ اس تجربہ کو آگے بڑھا کر دیکھنا چاہیے، فیضان حیدر مدیر "سہ ماہی فیضان ادب" نے لکھا ہے کہ "سلطان آزاد میں بات کو صحیح ڈھنگ سے پیش کرنے کا ہنر موجود ہے، وہ بات میں بات پیدا کرنے کے ہنر سے بھی واقف ہیں، تمام مضامین میں انہوں نے معیار و وقار برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے، اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔"

سلطان آزاد کی تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ کسی خاص ادبی تحریک کے خانے میں رہ کر بات نہیں کرتے، وہ سارے دبستان سے عطر کشید کر کے قاری کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ قاری کا کام ہے کہ وہ اس کی مہک سے ذہن و شعور کو کس قدر معطر کر پاتا ہے اور ان کی تنقید کو کس خانے میں ڈالتا ہے، میرا احساس و خیال یہ ہے کہ وہ عملی تنقید میں جمالیاتی تنقید کو پسند کرتے ہیں اور پسندیدگی کا گراف اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اس کے ڈانڈے تاثراتی تنقید سے جا ملتے ہیں، البتہ جب وہ تحقیق کو تحریر کا مرکزی محور بناتے ہیں تو ان میں ان کی ساری توجہ تحقیق پر مرکوز ہوتی ہے، تحقیق کے ساتھ تنقید وہ ضرورتاً کرتے ہیں، مختصر تنقید میں بھی وہ کام کی بات کہہ جاتے ہیں۔

بہر کیف سلطان آزاد کو اپنا مطالعہ سلیقہ سے رکھنے کا ہنر آتا ہے، وہ جس طرح کا مضمون لکھتے ہیں، اس کے لیے ویسے ہی الفاظ اور اسلوب کو اختیار کرتے ہیں اور وہ اس میں پوری طرح کامیاب ہیں۔

مکتبہ آزاد دیپو لین، گلزار باغ پٹنہ اور بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے یہ کتاب قیمتاً حاصل کی جا سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

قسط اول

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ-شخصیت کے چند گوشے

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھند

حجۃ الاسلام الامام الکبیر حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ ولی اللّٰہی خوانِ علم کے آخری خوشہ چینوں میں تھے، ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ سہارنپور کے نواح میں ایک قدیم مردم خیز قصبہ نانوتہ ہے، اسی معدن سے یہ جوہر فرد نکلا، جس کے انوارِ علم نے تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر کی علمی، مذہبی مجالس کو منور اور تاباں بنا دیا تھا۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حاصل کی۔ مکتبی تعلیم کے بعد ان کو دیوبند پہنچا دیا گیا۔ یہاں کچھ دنوں مولوی مہتاب علی کے مکتب میں پڑھا، پھر اپنے نانا کے پاس سہارنپور چلے گئے جو وہاں وکیل تھے، سہارنپور میں مولوی نواز سے عربی صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء کے آخر میں ان کو حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ اپنے ہمراہ دہلی لے گئے۔ وہاں کافیہ شروع کیا اور دوسری کتابیں پڑھیں، بعد ازاں انہیں دہلی کالج میں داخل کر دیا گیا مگر حضرت نانوتویؒ نے سالانہ امتحان میں شرکت نہیں کی۔

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ لکھتے ہیں: ''والد مرحوم نے مولوی صاحب کو مدرسہ عربی سرکاری میں داخل کیا اور فرمایا کہ تم اقلیدس خود دیکھ لو اور قواعدِ حساب کی مشق کرلو، چند روز میں چرچا ہوا کہ مولوی صاحب سب معمولی مقالے دیکھ چکے ہیں، حساب پورا کرلیا ہے۔ منشی ذکاء اللہ صاحب چند سوال لائے، وہ نہایت مشکل تھے، ان کو حل کر لینے پر مولانا کی بہت شہرت ہوئی۔ جب امتحانِ سالانہ کے دن ہوئے تو مولانا امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ سب اہل مدرسہ کو بالخصوص ہیڈ ماسٹر صاحب کو نہایت افسوس ہوا۔''

دہلی کالج میں داخلہ سے پہلے مولانا مملوک علی صاحبؒ سے منطق وفلسفہ وکلام کی کتابیں میرزاہد، قاضی مبارک، سدرہ، شمس بازغہ وغیرہ ان کے مکان پر پڑھ چکے تھے، آخر میں اس حلقہ درس میں حاضر ہوئے جو علوم قرآن وحدیث میں سارے ہندوستان میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مسندِ علم پر حضرت شاہ عبدالغنیؒ مجددی رونق افروز تھے۔ ان سے علم حدیث کی تحصیل کی، زمانہ طالب علمی ہی میں ان کی ذہانت، علم وفضل اور فہم وفراست کی شہرت عام ہوگئی تھی۔

سرسید کا اعتراف

حضرت نانوتویؒ کے نامور ہم عصر سرسید مرحوم بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے زمانہ طالب علمی میں ان کی ذہانت، علم وفضل اور زہد وتقویٰ اور فہم وفراست کی نسبت اپنے تاثرات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے:

''لوگوں کو خیال تھا کہ بعد جناب مولوی محمد اسحاق صاحب کے کوئی شخص ان کی مثل ان تمام صفات میں پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی کمال نیکی دین داری اور تقویٰ اور ورع اور مسکینی سے ثابت کر دیا کہ اس دہلی کی تعلیم وتربیت کی بدولت مولوی اسحاق صاحب کی مثل اور شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا بلکہ چند باتوں میں ان سے زیادہ'' زمانہ تحصیل علم میں جیسے کہ وہ ذہانت اور عالی دماغی اور فہم وفراست میں معروف ومشہور تھے ویسے ہی نیکی اور خدا پرستی میں بھی زبان زد اہل فضل وکمال تھے۔ ان کو جناب مولوی مظفر حسین صاحب کی صحبت نے اتباعِ سنت پر بہت زیادہ راغب کر دیا تھا اور حاجی امداد اللہ صاحب کے فیض صحبت نے ایک نہایت اعلیٰ رتبہ کا دل بنا دیا تھا۔ وہ کچھ خواہش پیر ومرشد بننے کی نہیں کرتے تھے لیکن ہندوستان میں اور خصوصاً اضلاع شمال اور مغرب میں ہزارہا آدمی ان کے معتقد تھے اور ان کو اپنا پیشوا ومقتدا جانتے تھے۔ تحصیل علم کے بعد مولانا نانوتوی نے ذریعہ معاش کے لئے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے مطبع احمدی دہلی میں اپنے لئے تصحیح کتب کا کام اختیار کیا۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب کی فرمائش پر صحیح بخاری کے آخری چند پاروں کا حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔ تصحیح کتب کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہا۔ صحاح ستہ کے علاوہ مثنوی مولانا روم اور دوسری کتابیں بھی پڑھاتے تھے مگر درس کسی مدرسہ کے بجائے مطابع کی چہار دیواری، مسجد یا مکان پر ہوتا تھا جہاں خاص خاص تلامذہ زانوئے ادب طے کرتے تھے۔

تواضع واستغناء

مزاج میں استغناء اور عجز وانکسار اس درجہ کا تھا کہ علماء کی مخصوص وضع جبہ و دستار وغیرہ کا کبھی استعمال نہ کیا۔ تعظیم سے بہت گھبراتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ ''اس نام کو علم نے خراب کیا، ورنہ اپنی وضع کو ایسی خاک میں ملاتا کہ کوئی یہ بھی نہ جانتا کہ قاسم نامی کوئی شخص پیدا بھی ہوا تھا۔'' ۱۲۷۷ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے، واپسی کے بعد مطبع مجتبائی میرٹھ میں تصحیح کتب کی ملازمت کرلی۔ اس دوران درس وتدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر کسی مدرسہ کی ملازمت کبھی پسند نہ کی۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہے، اہل شوریٰ نے درخواست کی کہ آپ بھی اس مدرسہ کی مدرسی قبول فرمالیجئے اور اس کے عوض کسی قدر تنخواہ قبول نہ فرمایا اور کبھی کسی طور اور ڈھنگ سے ایک حبہ تک کے لئے مدرسہ سے روادار نہ ہوئے حالاں کہ رات دن مدرسہ کی تعلیمی ترقی میں مصروف رہتے اور تعلیم میں مشغول اور اگر کبھی مدرسہ کے قلم ودوات سے اپنا کوئی خط لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسہ کے خزانہ میں داخل کر دیتے تھے۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے سینے کے داغوں کو تازہ اور شگفتہ رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ کبھی کبھی پرانی استانوں کو دہراتا رہے، ایک زمانہ تھا کہ مولانا روم کی مثنوی اور شیخ سعدی شیرازی کی گلستان وبوستاں کا تعلیم یافتہ طبقے میں بڑا چرچا تھا، خاص طور سے تعلیم کے ابتدائی مرحلوں میں گلستاں وبوستاں کے انتخابات بچوں کو پڑھائے جاتے تھے، پھر ثانوی مرحلے میں مثنوی معنوی کے ایک حصے کی تعلیم ہوتی تھی، ان دونوں کتابوں نے نہ معلوم کتنی نسلوں کی اخلاقی تربیت کیا ہندو کیا مسلمان، سب کے یہاں ان اخلاقی جواہر پاروں کی قدر تھی، اب عرصے سے ہم ان سے محروم ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ان کی جگہ ہم ان سے کمتر درجہ کی بھی کوئی ایسی کتاب اپنے بچوں کو نہیں پڑھاتے جن سے ان کی اخلاقی تربیت ہو سکے، دیکھئے ہم کیسے گلستاں وبوستاں سے کیسے ویرانے میں آگئے ہیں، جی چاہتا ہے کہ آج مثنوی اور گلستاں کے قصے دُہراؤں اور اپنے اور قارئین دونوں کے سینوں کے داغ تازہ کروں۔

اپنے عیوب پر نظر رکھو

عارف رومی نے مثنوی میں چار ہندوستانیوں کا قصہ بیان کیا ہے جو آپس میں لڑ رہے تھے اور اپنے عیوب سے بے خبر تھے، قصہ یوں ہے کہ چار ہندوستانی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے اور نماز میں مشغول ہوگئے، اتنے میں موذن آگیا اور ایک کی زبان سے نکل گیا کہ وقت ہوگیا ہے تونے اذان کہی یا نہیں، دوسرے نے کہا کہ ارے تو نماز میں بول پڑا، تیری نماز باطل ہوگئی، تیسرے نے دوسرے سے کہا، حضرت آپ دوسروں کو کیا کہتے ہیں، خود آپ کی نماز بھی ٹوٹ گئی، چوتھے نے کہا کہ الحمدللہ میں بال بال بچ گیا، ان تینوں کی طرح کنویں میں نہ گرا، اس طرح چاروں کی نمازیں باطل ہوگئیں، بات یہ ہے کہ جو دوسروں کے عیوب ڈھونڈتا ہے وہ خود گم ہو جاتا گردہ راہ اور تباہ ہے، بشارت ہے اس بندہ کے لئے جو اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے اور اگر کوئی اس پر اس کی برائیاں ظاہر کردے تو وہ انہیں مان لیتا ہے، دوسروں کی کمزوریوں پر ہنسنا اور طعنہ زن ہونا خدا کے نزدیک پسندیدہ نہیں، کسی وقت وہی کمزوریاں تم سے ظاہر ہوسکتی ہیں، اگر تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو خدا کا شکر ادا کرو کہ تم اس سے محفوظ ہو، اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔

آخر میں پیدا ہوئے مرتبہ میں مقدم ہیں

چند ترک خونریزی اور لوٹ مار کے لئے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے اور گاؤں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے دو کو گرفتار کیا اور ان میں سے ایک کو مارنے دوڑے، اس نے کہا اے عالی مرتبہ لوگو! تم مجھے کیوں قتل کر رہے ہو، میں تو فقیر اور پریشان روزگار ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں اس لئے مار رہے ہیں کہ اس سے تیرا ساتھی ڈر کر بتادے گا کہ مال ومتاع کہاں ہے، اس نے کہا کہ وہ تو مجھ سے زیادہ محتاج ہے، ترکوں نے کہا، نہیں وہ متمول ہے اور اس نے مسکینوں جیسی صورت قصداً بنائی ہے، اس نے کہا کہ یہ تو آپ لوگوں کا محض خیال ہے ورنہ ہم دونوں برابر ہیں اور دونوں سے متعلق احتمال وشبہ ایک جیسا ہے، اس لئے پہلے تم اسے مار ڈالو تا کہ میں ڈر کر بتادوں کہ مال کہاں ہے، پہلے مجھے کیوں قتل کرتے ہو، مولانا روم کہتے ہیں کہ اس سے تم یہ نتیجہ نکالو کہ ہم سب برابر تھے اور ہم کو پہلے لوگوں پر کوئی ترجیح نہ تھی مگر خدا نے اپنے فضل سے ہم کو آخر میں پیدا کیا اور رتبہ میں پہلوں سے مقدم کیا، مشہور حدیث ہے:

"نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بید ایھم اوتوا الکتاب من قبلنا واوتیناہ من بعدھم" اس سے فائدہ یہ ہوا کہ نوحؑ اور ہودؑ کی امتوں کو جن ہلاکتوں کا سامنا ہوا ان سے ہمیں آگاہی اور تنبیہ ہوگئی اور اس طرح ہم نے گویا ان ہلاکتوں کے توسط سے خدائے برتر وبزرگ کی رحمت بے پایاں کا چہرہ دیکھ لیا، قہر الٰہی نے قوم نوح وہود کو ہلاک کیا کہ ہم ڈریں اور سنبھل جائیں لیکن اگر معاملہ الٹا ہوتا تو ہمارا کہاں ٹھکانا تھا۔

دل درویشوں جیسا رکھے

نیکوکاروں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ جنت میں ہے اور پارسا دوزخ میں، اس نے کہا لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ جہنم میں ہوگا اور پارسا جنت میں، اس بلندی وپستی کا سبب کیا ہے؟ ندا آئی کہ یہ بادشاہ درویشوں کی دوستداری وعقیدت مندی کی وجہ سے جنت میں ہے اور یہ پارسا اس لئے دوزخ میں ہے کہ دنیا میں بادشاہوں کا تقرب ڈھونڈتا پھرتا تھا۔

بادشاہ نرم پڑ گیا

ایک بادشاہ تھا، وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوگیا، طبیبوں کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں کہ ایسی ایسی خصوصیات کے آدمی کے پتے کی تھیلی دی جائے حکم ہوا کہ ایسے آدمی کی تلاش کی جائے، ایک کاشتکار کا بیٹا دستیاب ہوا جو انہیں اوصاف کا حامل تھا، اس کے ماں باپ کو بلایا گیا اور انہیں بہت کچھ مال ومتاع دے کر راضی کرلیا گیا، قاضی نے بادشاہ کی سلامتی کے لئے رعایا میں سے کسی کے خون کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیا جلاد نے جب گردن اڑا دینے کا قصد کیا، اس دہقان زادہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا، بادشاہ نے پوچھا کہ ایسی حالت میں مسکرانے کا کیا موقع ہے؟ اس نے کہا: ماں باپ اپنی اولاد کی ناز برداری کرتے ہیں، قاضی کے سامنے لوگ اپنے دعوے لیکر جاتے ہیں اور بادشاہوں سے داد انصاف طلب کرتے ہیں، یہاں صورت یہ ہے کہ ماں باپ نے مال دنیا کے عوض بیچ دیا ہے، قاضی نے میرے خون کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے اور سلطان میری ہلاکت میں اپنی سلامتی دیکھتا ہے، اب سوائے خدائے عز وجل کے کون پناہ دے سکتا ہے، سلطان کا دل بھر آیا، آنکھیں نم ہوگئیں اور کہا: کسی بیگناہ کے خون سے بہتر ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں، اس نے اس نوجوان کی پیشانی کو چوما اور انعام واکرام کے ساتھ رخصت کیا، کہتے ہیں کہ چند روز کے بعد وہ صحتیاب ہوگیا۔

Scanned with CamScanner

دل کو غلط خیالات سے پاک رکھیئے!

مولانا سعید الرحمن اعظمی

دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں، جنہیں ہروقت اپنے دل کو غلط خیالات سے پاک وصاف رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے، اگر انسان کا دل غلط تصورات اور عیوب ونقائص سے پاک ہوتا ہے تو وہ عین فطرت انسانی کے مطابق کام کرتا ہے اور اس سے کوتاہی اور غلط کام کا ظہور نہیں ہوتا۔ اس کی مثال اس صحیح مشین (Working Order) سے دی جاتی ہے جس کے تمام کل پرزے برابر کام کرتے رہتے ہیں اور مالک کو ان پر اعتماد ہوتا ہے، اگر یہ مشین یوں ہی چھوڑ دی جائے، اس سے پرانے تیل کو نکال کر نیا تیل نہ ڈالا جائے اور خراب پرزوں کو بدلا نہ جائے تو مالک کو اس سے کم منافع حاصل ہوگا اور ناگاں وہ اپنا کام کرنا بھی چھوڑ دے گی، جس کی وجہ سے جملہ سرگرمیاں ٹھپ پڑ جائیں گی۔ دل انسان کے جسم میں طاقت وقوت کا سرچشمہ ہے، رگوں تک خون پہنچانے کا آلہ ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو پورا نظام جسمانی اپنا کام صحیح ڈھنگ پر انجام دیتا رہتا ہے اور داخلی امراض سے وہ محفوظ رہتا ہے، دل جس طرح سے انسان کے جسمانی نظام کا مرکز ہوتا ہے اسی طرح اس کے روحانی نظام کا تعلق بھی دل ہی سے ہوتا ہے، جب دل پاک ہوتا ہے تو انسان کا ہر عمل درست وپاکیزہ ہوتا ہے، اس کے ذریعہ ہر پاکیزہ انسانی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے، یہی دل جب اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہتا ہے تو اس کے حامل کو روحانی غذا ملتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے وہ نرمی کے مقام پر نرمی اور سختی کے مقام پر سختی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک گنہگار اور فاجر وفاسق شخص کے دل میں ارتکاب گناہ کے بعد ذرا کسک پیدا نہیں ہوتی، وہ برے کام میں منہمک ومصروف رہتا ہے، اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نفس کی شیطنت کے درمیان تمیز پیدا نہیں کرتا، وہ گناہ کا اتنا عادی اور رسیا ہوجاتا ہے کہ فطرت بھی اس سے پناہ مانگتی ہے اور وہ شرافت ونجابت، زہد وقناعت اور صلاح وتقوی کے لبادہ کو اتار کر پھینک دیتا ہے اور قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ ہے: ہرگز ایسا نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا۔" (سورہ مطففین: ۱۴) آقائے مدنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگوں کے قلوب پر غفلت ونسیان کا غلبہ تھا، ان پر کفر وشرک کا دبیز زنگ بیٹھ گیا تھا، ایمان وعمل کی کوئی جھلک بھی نہیں دکھائی دیتی تھی، شراب نوشی اور بے حیائی نے وہاں کے باشندوں کو سنجیدگی سے سوچنے کا موقع ہی فراہم نہیں کیا، ان کے نظامہائے حیات بھی اتھل پتھل کے شکار تھے، ان کی زندگی شقاوت وقساوت سے عبارت تھی، ضلالت وگمراہی عام تھی اور ظلم وزیادتی کا بازار ان کے اندر گرم رہتا تھا، ایسے پرآشوب حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش ناتواں پر نبوت کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی اور تعلیم وتربیت، تزکیہ واحسان اور لوگوں کے قلوب کی صفائی کی تاکید فرمائی گئی، غرض یہ کہ نبوت کے چہارگانہ صداقت سے متصف ہونے کو کہا گیا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: "اللہ تعالی نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا، جوان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو "پاک کرتے ہیں اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔" (سورہ آل عمران: ۱۶۴) آج اگر ہم معاشرہ انسانی پر نظر ڈالتے ہیں تو لوگوں کو فواحش ومنکرات میں مبتلا پاتے ہیں، عیاری، مکاری اور جعل سازی میں وہ اتنے بڑھ چکے ہیں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے، ایسے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہمیں یاد آتی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ: خبردار! جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست رہتا ہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، سن لو! وہ دل ہے۔ درحقیقت قلب ہی ایک انسان کے افکار وخیالات کا سرچشمہ ہے، وہ خوشی وناراضگی، صلاح وفساد، نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے اور محبت وعداوت کے اظہار کا مرکز ہے، اسی وجہ سے اس کی طہارت ونظافت کا خیال رکھنا، اس کو اطمینان وسکون بہم پہنچانا بے حد ضروری ہے، اس حقیقت سے دنیا کے اکثر انسان ناآشنا ہیں، حتی کہ عالمی فلسفوں اور مختلف تہذیبوں کے متوالے بھی اس سے ناواقف ہیں، انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ تہذیب کی تعمیر وتخریب میں اس کا کیا کردار رہا ہے، اس کردار سے عدم واقفیت ہی نے یورپ کے باشندوں کو دل کا مریض بنادیا ہے، جس کی وجہ سے وہاں کثرت سے دل کے دورے پڑتے ہیں، بالآخر وہ اس کی سرجری کرتے ہیں، اور فطری طریقے سے اس کو خون فراہم کرنے کا راستہ بناتے ہیں۔

امراض قلب کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ اللہ کے ذکر سے ہی قلب کو تمام بیماریوں سے پاک وصاف رکھا جاسکتا ہے، جو بندہ صدق دل سے اللہ تعالی کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے اس کو قلب کی ظاہری وباطنی کوئی بیماری نہیں لاحق ہوتی ہے۔ دینی اعتبار سے قلب ایمان وایقان کا مرکز ہے، وہ بھی بھی اخلاقی امراض پر بندش لگانے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں ہاتھ اور زبان کا نمائندہ ہوتا ہے، اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی شخص برائی دیکھے تو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان کے ذریعہ اس کو ختم کرے، اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا، تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔ بعض لوگوں نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ دل صرف رگوں تک خون سپلائی کرنے کا آلہ ہے، اسی پر اعتماد کرکے انہوں نے قلب کی فعالیت اور تاثیر سے چشم پوشی کی اور اس کو صاف وستھرا رکھنے کے وسائل فراہم نہیں کیے، چناں چہ خسارے میں رہے، دل کو صرف رگوں اور جسم کے پورے حصے میں خون پہنچانے کا آلہ سمجھنا، ذکر واذکار سے اس کو پاک نہ کرنا اور اس کے قائدانہ کردار سے تغافل برتنا یہ سب غیر دانش مندانہ اور غیر اسلامی اعمال ہیں اور اسلام قطعًا اس کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ وہ تو ذکر واذکار، توجہ وانابت الی اللہ میں مشغول رکھنے کا حکم دیتا ہے، کیوں کہ ان کے ذریعہ انسان کو فکری وروحانی غذا ملتی ہے اور ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ: "جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اس کی خوش خبری حاصل کرو۔" (حم السجدہ: ۳۰) قرآن کریم کی اس آیت سے زیادہ قوی کیا کوئی دلیل ہوسکتی ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے حاملین کے قلوب پر نہ دنیا میں غم کا اثر ہوگا اور نہ آخرت میں وہ پریشان ہوں گے، وہ جنت کی سدابہار ولازوال نعمتوں کے بیچ زندگی گزاریں گے اور ان کو ایسی دائمی زندگی نصیب ہوگی جو کبھی فنا نہیں ہوگی اور ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کا اندازہ اس دنیاوی زندگی میں نہیں لگایا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام اطاعت وفرماں برادری میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے اور معاشرۂ انسانی میں احکام الٰہی کے نفاذ کی ترغیب دیتا ہے اور اس دین قیم کی نشر واشاعت پر مامور کرتا ہے جس کی تمام تر توجہات قلب ہی پر مرکوز ہوتی ہیں، اسلام، اسلامی تہذیب کے ان بنیادی ستونوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کا حکم دیتا ہے جو آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یوں بیان کیے گئے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: (۱) کلمہ طیبہ کی گواہی دینا۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوۃ ادا کرنا۔ (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (۵) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔ ان بنیادی احکامات پر عمل کرنے والے افراد ہی قلب سلیم کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں، وہ زمانہ کا شکوہ نہیں کرتے، بلکہ ایمان کامل کے ہتھیار سے لیس ہوکر زمانہ کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کسب فیض کرتے ہیں، جن کی زندگی کا ابتدائی مرحلہ شرک پرستی وبت پرستی سے پراگندہ ماحول میں گزرا تھا، لیکن انہوں نے لوگوں تک خدا کا حقیقی پیغام پہنچایا، نامساعد حالات کی پرواہ نہیں کی، بادشاہ وقت نمرود کی طرف سے آگ میں ڈالے جانے کا جو منصوبہ طے پایا تھا اس سے بھی خوف نہیں کھایا، نہ اس سے دل برداشتہ ہوئے اور نہ شرک سے سمجھوتہ کیا۔ بقول اقبال۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس قائدانہ کردار سے بنی نوع انسان کو ایک نیا راستہ دکھایا اور یہ تعلیم دی کہ اگر انسان ایسے ماحول میں ہو، جہاں شرک وبت پرستی عام ہو، مجاورین اور پروہتوں کی کثرت ہو اور حالات صحیح رخ اختیار نہ کرسکے ہوں، اسلام دشمن طاقتیں برسرِ پیکار ہوں تو گھبرانے کی قطعًا ضرورت نہیں، بلکہ اپنے قلب کے اندر ایمان کی شمع روشن کرکے دعوت اسلامی کے عظیم فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دینے کی ضرورت ہے۔ ہم اکثر یہ شکایت سنتے ہیں کہ مسلمان پریشان حال ہیں جبکہ اس وقت صرف ہمارا معاشرہ ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر میں ایک اضطرابی اور بے سکونی کا عالم ہے، حالات حاضرہ کے پیش نظر ہمیں اپنے دل ودماغ کی صلاحیتوں کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرکے معاشرہ کی اصلاح میں تعمیری کردار ادا کرنے کی بے حد ضرورت ہے، تاکہ دنیا سے شر وفساد اور بگاڑ کا خاتمہ ہو اور لوگ فطرت کے مطابق زندگی بسر کریں اور اپنے مالک وخالق کی یاد میں لگے رہیں۔

ملک کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھوں میں

قیصر محمود عراقی

بلاشبہ کسی بھی قوم کی باگ دوڑ اس کی نئی نسل کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جس طرح ایک عمارت کی تعمیر میں اینٹ ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ اینٹ سے اینٹ مل کر عمارت وجود میں آتی ہے اسی طرح ملک کی تعمیر میں ہر نوجوان کی اپنی الگ اہمیت ہوتی ہے، جس سے انکار ممکن نہیں۔ نوجوانوں کی اسی اہمیت کے پیش نظر آج کل ہر سیاسی جماعت کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ نوجوانوں کی اکثریت ان کے جلسے میں شریک ہو اور ان کی حامی ہو۔ نسل نو کی ترقی اور انہیں سہولتیں فراہم کرنے کے بلند وبانگ دعوے بھی کیے جاتے ہیں۔ ان کے حالات تبدیل کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں۔ جس کا مطلب ملک کو فکری، معاشی، تعلیمی معاشرتی اور دیگر کئی اعتبار سے تنزلی سے ترقی اور بہتری کی جانب لے جانا ہوتا ہے۔ مگر کوئی بھی جماعت اپنے اعلان اور منصوبے کو اس وقت تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتی، جب تک اسے نسل نو کا تعاون میسر نہ آجائے۔ ہر جماعت اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے نوجوانوں کے تعاون کی محتاج ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جماعت کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہو۔ کیونکہ کسی بھی ملت، قوم معاشرے میں حقیقی اور مثبت تبدیلی نوجوان ہی لا سکتے ہیں۔ جب نوجوان مخلص ہوکر اپنے ملک وقوم کے لئے محنت اور جدوجہد کرنے لگتے ہیں تو مثبت تبدیلی، ترقی اور بہتری کو کوئی نہیں روک سکتا۔ کامیابی ان کے قدموں کی دھول ضرور بنتی ہے۔ نوجوان ہی وہ قوت ہیں، جو اگر ارادہ کرلیں تو ملک کی باگ ڈور سنبھال کر ملک کو اوج ثریا پر پہنچا کر دم لیتے ہیں۔ کامرانی ان اقوام کی قدم بوسی کرتی ہے جن کے نوجوان مشکلات سے لڑنے کا ہنر جانتے ہیں۔ خوش حالی ان اقوام کے گلے لگتی ہے جن کے نوجوانوں کے عزائم آسمان کو چھوتے ہیں، ترقی ان اقوام کا مقدر بنتی ہے، جن کے نوجوانوں میں آگے بڑھنے کی لگن اور تڑپ ہوتی ہے۔ اگر نسل نو قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیتے ہوئے تعمیر ملت کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے اور ہر برائی کو اچھائی میں تبدیل کرنے کی ٹھان لے تو یقین کیجئے کہ تعمیر قوم کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ دریا میں تنکے کی طرح بہہ جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ نسل نو ہی ملک میں مثبت تبدیلی لانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ کھیل کا میدان ہو یا آئی ٹی کا، معاشرتی مسائل ہوں یا معاشی مسائل کسی بھی شعبے میں نوجوانوں کی شمولیت کے بغیر ترقی ممکن ہی نہیں۔ وہ کسی بھی قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر نوجوانوں میں یہ شعور بیدار ہو جائے کہ ملک وقوم کو بام عروج پر پہنچانے کے لئے ان کی اہمیت کیا ہے اور وہ اپنی تمام تر توجہ ملک کی تعمیر وترقی پر مرکوز کردیں تو ہمارے ملک کے آدھے سے زیادہ مسائل تو ویسے ہی حل ہو جائیں۔ سابق امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ نے کہا تھا کہ ہم نوجوانوں کے لئے مستقبل تعمیر نہیں کرسکتے مگر ہم مستقبل کے لئے اپنے نوجوانوں کو تعمیر کرسکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر نوجوانوں میں شعور اُجاگر ہوجائے کہ ملک کا مستقبل ان کے ہی ہاتھوں میں ہے۔ ان ہی کی کاندھوں پر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے، وہ ہر برائی کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں تو ملک میں مثبت تبدیلی آنے میں دیر نہیں لگے گی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

Scanned with CamScanner

ہندوستان میں نظام قضاء کے قیام کا مسئلہ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

اسلام اپنا ایک خاص مزاج رکھتا ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کے لئے ایک مستقل نظام حیات کی نشاندہی کرتا ہے، اس کی خلاف ورزی اور اس سے علاحدہ ہوکر زندگی گذارنا اس کے قانون میں نا قابل برداشت ہے، اس نظام حیات کی بنیاد قرآن پاک کی اس آیت پر ہے:

"أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم"

(اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اور اپنے میں سے اولوالامر کی) اور جس کی تعبیر حضرت فاروق اعظم عمرؓ نے ان الفاظ میں فرمائی تھی:

لااسلام الا بجماعة ولاجماعة الا بامارة ولاامارة الا بطاعة"

(اجتماعیت کے بغیر اسلام نہیں اور امارت کے بغیر اجتماعیت نہیں اور اطاعت کے بغیر امارت نہیں)

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے اس نظام حیات کو قبول کیا اور برابر اسی پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد صحابہ کرام نے جس مسئلہ پر اولاً عمل کیا اور جس فریضے کو سب سے پہلے انجام دیا وہ خلیفہ اور امیر کے انتخاب کا مسئلہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہائے کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایسی زندگی گذارنا جائز نہیں ہے جس میں شرعی امور کے انجام دینے کے لئے ان میں کوئی والی اور امیر نہ ہو، خواہ ایسا دار الاسلام میں ہو یا دارالحرب میں:

"لايجوز ترك المسلمين سدى ليس عليهم من يدبر أمورهم في دار الاسلام ولافي دار الحرب" (شرح السیر الکبیر: ۱۲۴/۲)

(مسلمانوں کو بیکار چھوڑنا کہ ان کے امور کی تدبیر کرنے والا کوئی نہ ہو نہ دارالاسلام میں جائز ہے نہ دارالحرب میں) اور یہی وجہ ہے کہ جوں ہی ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا چراغ گل ہوا حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ محدث دہلوی نے نصب امیر کے وجوب کا فتویٰ دیا اور علماء امت نے اس پر عمل کیا۔

انگریزوں نے اپنے ابتدائی دورحکومت میں مسلمانوں کے نظام قضاء کو برقرار رکھا اور مسلمان قاضی حکومت برطانیہ کے تحت اپنے فرائض انجام دیتے رہے، مگر چند سالوں کے بعد بتدریج انگریزوں نے اس نظام قضاء کو بند کردیا جس کی وجہ سے مسلمان اپنے بہت سے شرعی احکام ومسائل کے نفاذ اور اپنی اسلامی زندگی کے انضباط سے محروم ہو گئے، جس کا اعتراف خود بہت سے یوروپین مصنفین نے بھی کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ اسلامی قوانین کو مسلمانوں کے لئے انگریزوں نے تسلیم کیا اور ''محمڈن لا'' کے نام سے اسے برقرار رکھا مگر ان احکام ومسائل میں بصیرت رکھنے والے علماء اور قاضیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نفاذ صحیح طور سے نہیں ہوسکا، بلکہ حکومت کے ان ججوں اور منصفوں نے جو احکام ومسائل اسلام میں مہارت نہیں رکھتے اور جنہیں ان قوانین کا تجربہ نہیں تھا غلط استدلال سے کام لیا اور فیصلے کئے جو آج نظائر کی صورت میں باقی ہیں اور وہ اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی معاملات میں کبھی حکومت وقت کی عدالتوں پر اعتماد نہیں رہا، جب تک کہ ملک کے دار الافتاؤں میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کردی، پھر ایسے مخصوص احکام ومسائل بھی ہیں جن میں مسلمان قاضی کی قضا ضروری ہے اور اس کے بغیر کوئی راہ نہیں ان مسائل واحکام میں مسلمانوں کو جو دن رات مجبوریاں پیش آئیں وہ نا قابل بیان ہیں۔

ان حالات نے علماء حق کو مجبور کیا کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس ملک کے اندر اجتماعی زندگی کی وہ راہ اختیار کریں جس کی فقہاء امت نے نشاندہی کی ہے، تاکہ وہ اس راستہ سے اپنے شرعی احکام ومسائل کا حل تلاش کرسکیں وہ راہ اس ملک میں نصب امیر کی ہے جو مسلمانوں کے اتفاق سے منتخب ہوکر پورے ملک میں محکمہ قضاء قائم کرے اور وہ قضاۃ مسلمانوں کے ان مقدمات کا شرعی فیصلہ کرسکیں جن کے نہ ہونے سے مسلمان مرد اور عورتیں مصائب کا شکار ہوتی رہتی ہیں، مثلاً ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے صراحت کی ہے:

"اذا لم يكن سلطان ولامن يجوز التقليد منه كماهو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة في بلاد المغرب الآن، يجب عليهم أن يتفقوا علىٰ واحد منهم يجعلونه واليا فيولي قاضيا أو يكون هو الذى يقضي بينهم"

(اور جب مسلم بادشاہ نہ ہو اور نہ ایسا شخص ہو جس کی طرف سے نصب قاضی جائز ہو جیسا کہ ان بعض شہروں کی حالت ہے جن پر کفار غالب ہو گئے مثلاً آج کل بلاد مغرب میں قرطبہ تو ایسی حالت میں مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے میں سے کسی شخص کو متفق ہوکر والی بنالیں پس وہی والی قاضی مقرر کرے یا خود ہی مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرے)

اور علامہ طحطاویؒ نے درمختار کے حاشیہ میں تراضی مسلمین کو انعقاد قضاء کے لئے کافی قرار دیا ہے:

"اذا غلب على المسلمين ولاة الكفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة والاعياد يصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين ويجب ان يلتمسوا واليا مسلما" (۲۳۹/۱)

(جب مسلمانوں پر کافر حکام غالب ہو جائیں تو مسلمانوں کے لئے جمعہ اور عیدین قائم کرنا جائز ہے اور مسلمانوں کی باہمی رضامندی سے قاضی قاضی ہو جائے گا اور ایک مسلمان حاکم کی تلاش واجب ہے)

اس میں قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ اکابر علماء حسب استطاعت وہ سب کچھ کرتے رہے جو ان کے بس میں تھا، چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنے دور میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اول صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کو قاضی مقرر فرمایا، پھر حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بلالحاظ اختلاف مسالک کے پانچ سو سے زائد علماء کرام سے نظام قضاء کے مسئلہ پر تائیدی دستخط حاصل فرمائے، یہ تائیدی تحریرات اور دستخط آج بھی محافظ خانہ دارالعلوم میں محفوظ ہیں، اس مسئلہ کو متاخرین علماء میں حضرت مولانا محمد سجادؒ نے پوری قوت سے اٹھایا اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے اس کی بھرپور تائید کی اور جمعیۃ علماء ہند کے دوسرے اجلاس کے موقع پر فرمایا: اس نمائندہ اجتماع میں جبکہ تمام اسلامی ہند کے ذمہ دار اور ارباب حل وعقد جمع ہیں امیر الہند کا انتخاب کرلیا جائے اور میری چار پائی کو اٹھا کر جلسہ گاہ میں لے جایا جائے پہلا شخص میں ہوں گا جو اس امیر کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔

۱۳۴۶ء میں محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا: مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود اپنے اتفاق یا کثرت رائے سے امیر شریعت منتخب کریں ایسے امراء صوبہ دار ہونے چاہئیں اور پھر ان امراء کے اتفاق رائے سے تمام ہندوستان کے لئے ایک امیر اعظم ہوگا، اگر چہ حکومت برطانیہ کی کوئی سیاسی حیثیت نہ ہوگی مگر مذہبی ضرورت ان کے فیصلوں اور ان کے احکام سے صحیح طور پر واقع اور نافذ ہوسکے گی اور مسلمانوں کا ایک بڑا مذہبی فرض نصب امارت اداء ہو جائے گا اور ان کی تمام مصیبتوں کا حل نکل آئے گا جس میں وہ آج کل مبتلاء ہیں۔

۱۹۳۲ء میں بمقام گیا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا: ایسی حالت میں کہ مسلمان ایک غیر مسلم طاقت کے زیر حکومت ہیں اور انکو اپنے معاملات میں مذہبی آزادی حاصل نہیں ضروری ہے کہ مسلمان اپنے لئے والی اور امیر مقرر کریں اور دارالقضاء قائم کرکے قضاۃ کا تقرر کریں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، حضرت مولانا عبد الحلیم صدیقیؒ اور حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد کے دستخطوں سے ''تذکرہ'' نامی ایک رسالہ شائع ہوا ہے، اس میں ان حضرات نے صراحت کی کہ ''اس موقع پر ہم اس حقیقت کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں قیام امارت اور نظام شرعی کی ضرورت واہمیت اس موقع پر محسوس ہونے لگی تھی جبکہ اسلامی حکومت کا چراغ گل ہورہا تھا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے وقت میں قیام امارت کے وجوب کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ اس فتویٰ پر سب سے پہلے اس وقت عمل کیا گیا جبکہ حضرت سید احمد بریلویؒ کو امام اور امیر منتخب کیا گیا، پھر ۱۸۰۷ء میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو امام وامیر منتخب کیا گیا لیکن اس انقلاب عظیم کے بعد حالات ناسازگار ہو گئے زبان وقلم پر جبروتی مہریں لگادی گئیں مگر ہمارے اکابر کے دل ودماغ اس تخیل سے کبھی غافل نہیں رہے اور مقصد عظیم کی مبادیات میں مشغول رہ کر اس وقت کا انتظار کرتے رہے جبکہ حالات سازگار ہوں اور اسلامی نظام جماعتی وشرعی اصول وضوابط سے قائم کرنا ممکن ہو جائے''۔

چند سطروں کے بعد تحریر فرمایا: ......اور جب یہ حالت پیدا ہو چکی ہے تو ضرورت ہے کہ مرکزی نظام شرعی اور قیام امارت فی الہند کی تجویز کو عملی شکل دی جائے۔

یہ بیان ۱۹۴۰ء میں دیا گیا تھا، ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا چاہئے تو یہ تھا کہ آزاد بھارت کی حکومت بغیر مطالبہ مسلمانوں کے لئے محکمہ قضاء قائم کردیتی اور اس طرح بڑی اقلیت کے مذہبی مسائل کا بڑی حد تک اس ملک میں حل ہو جاتا، مگر جن حالات میں ملک آزاد ہوا اور اس کے بعد ملک جن حالات سے گزرا گزر رہا ہے اس سے اس کی کوئی ادنی توقع نہیں رہی۔

لیکن حالات کی رفتار نے بتایا کہ ہمارے اکابر اور اسلاف نے جو پیشن گوئی فرمائی تھی کہ ''آزادی کے بعد بھی مسلمانوں کے مذہبی مسائل کا حل اسی اجتماعی زندگی کے ہی برپا کرنے میں مضمر ہے جس کی ان حالات میں فقہاء نے نشاندہی کی ہے اور جس کی طرف اشارہ اوپر بھی گذر چکا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔

آج ہر اس چیز کے بارے میں جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی مسلمانوں کی اجتماعی وثقافتی زندگی سے ہے اس کے بارے میں جو روش برسر اقتدار طبقہ کی ہے اس کا اندازہ ملت اسلامیہ کو مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ، اردو زبان اور اقلیتی تعلیمی اداروں سے متعلق پالیسی سے ہو چکا ہے، در حقیقت مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ بھی کچھ عرصہ سے اسی طرح کی ذہنیت کا شکار ہے اور مشترک سول کوڈ کے نفاذ کی بالواسطہ اور بلاواسطہ مساعی جاری ہیں، ظاہر ہے کہ ان ساری مساعی کا مقصد ملت اسلامیہ کی اجتماعی زندگی اور اس کے آثار کو مٹادینا اور ملی امتیازات کو ختم کرکے قومی دھارے میں مدغم کردینے کی منظم اور مکروہ سازش ہے۔

یہ بھی آپ سے مخفی نہیں ہوگا کہ قومیں کھوکھلی نعرہ بازی سے زندہ نہیں رہ سکتیں اور نہ دوسروں کے سہارے سے جی سکتی ہے، جب تک کہ خود اعتمادی، عزم صادق اور مسلسل تعمیری جدوجہد پر راضی نہیں ہوں، وہ اجتماعی وجود برقرار نہیں رکھ سکتیں۔

ان حالات میں مسلمانوں کی جماعتی زندگی کا قیام اور بقدر استطاعت احکام شرع اسلامی کے نفاذ کے لئے نظام قضاء کو ہندوستان گیر پیمانہ پر پوری طرح منظم کردینا ملت اسلامیہ کا فرض اولین ہونا چاہئے۔

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

کینیڈا: پرانے بورڈنگ اسکول سے 751 بچوں کی قبریں دریافت

کینیڈا میں ایک ماہ کے عرصے کے دوران قبائلی بچوں کی قبریں ملنے کا دوسرا واقعہ روشنی میں آیا ہے۔ جس میں 751 بچوں کی قبریں دریافت ہوئی ہیں۔ خیال رہے گذشتہ دنوں برٹش کولبیا میں قبائلیوں کے ایک سابق بورڈنگ اسکول سے 215 بچوں کی باقیات ملی تھیں۔ کینیڈا کے قدیم قبائلی باشندوں کے سابقہ بورڈنگ اسکول کے قریب سے دریافت ہونے والی 751 نامعلوم قبروں نے پورے ملک کو ایک بار پھر لرزا دیا ہے۔ (یو این آئی)

برطانیہ نے کورونا کے خطرے سے دوچار ممالک کی فہرست میں تبدیلی کی

برطانیہ کے وزیر ٹرانسپورٹ گرانٹ شاپس نے کووڈ-19 کیسز میں خطرے کی بنیاد پر دنیا کے کچھ ممالک کو ”گرین“ اور ”ریڈ“ فہرستوں میں شامل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مسٹر شاپس نے کہا کہ برطانیہ میں یہ تبدیل شدہ فہرست تیس جون سے نافذ ہوگی۔ اریٹیریا، ہیٹی، ڈومینیکن ریپبلک، منگولیا، تیونس اور یوگنڈا کو کورونا کے معاملہ میں زیادہ خطرہ والے ممالک کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ برطانیہ میں کورونا وائرس کی وبا کو قابو میں رکھنے کے لئے ان ممالک کو ”ریڈ“ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ کیریبین جزائر بشمول مالٹا، مڈیرا، بیلئیرک جزائر، اور بارباڈوز کو ”گرین“ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ گرین لسٹ میں شامل ممالک کے شہریوں کو برطانیہ آمد کے بعد کسی بھی ہوٹل میں قرنطین کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مسٹر شاپس نے ان مسافروں کے لئے خود کو الگ تھلگ کرنے کی ضرورت کو ختم کرنے کے منصوبوں کی بھی تصدیق کی جن کو کورونا ویکسین کی مکمل خوراک لگ چکی ہے۔ (یو این آئی)

ایران نے یورینیم افزودگی کی شرح ۶۰ رفی صد تک بڑھائی: اقوام متحدہ

ایران کے جوہری معاہدے سے متعلق اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ جو ۳۰ رجون کو سلامتی کونسل میں پیش کی جائے گی، میں کہا گیا ہے کہ ایران نے یورینیم کی افزودگی کی شرح ۶۰ رفیصد تک بڑھا دی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایران نے پریشان کن اقدامات کیے ہیں اور جوہری معاہدے سے متعلق اپنے وعدوں پر عمل درآمد نہیں کیا۔ (یو این آئی)

امریکی فوجیوں کے انخلا سے افغانستان میں خانہ جنگی کا خدشہ: روس

روس کے وزیر دفاع سرگئی شوئیگر نے افغانستان میں پائیدار امن کے لیے ایران اور پاکستان کے کردار کو اہمیت دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ امریکی فوجیوں کے انخلا کے بعد خطے میں خانہ جنگی شروع ہو سکتی ہے۔ روسی خبر رساں ادارے ”آر آئی اے“ کے مطابق انٹرنیشنل سکیورٹی کے حوالے سے نویں ماسکو کانفرنس سے خطاب کے دوران انہوں نے کہا کہ ایران اور پاکستان کی حمایت کے بغیر افغانستان میں امن واستحکام کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔ وزیر دفاع نے کہا کہ افغانستان کی بگڑتی ہوئی سیاسی صورتحال سے نمٹنے کے لیے پڑوسیوں اور بین الاقوامی اداروں کی خصوصی توجہ درکار ہوگی۔ (یو این آئی)

امریکہ کے میامی میں بارہ منزلہ رہائشی عمارت منہدم، درجنوں لوگ لاپتہ

امریکی ریاست فلوریڈا کے میامی شہر کے شمال میں ایک بارہ منزلہ عمارت گرنے کے بعد کم از کم ایک شخص ہلاک اور درجنوں لاپتہ ہیں۔ حکام کے مطابق لاپتہ لوگوں کی تعداد ایک اندازہ کے مطابق ۹۹ر ہو گئی ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ حادثہ کے وقت عمارت کے اندر کتنے افراد موجود تھے۔ میڈیا سے بات کرتے ہوئے ایک پولیس اہلکار کا کہنا تھا کہ عمارت بری طرح سے پچک گئی ہے، دو منزلوں کے بیچ کا فاصلہ جو دس فٹ تھا اب محض ایک فٹ رہ گیا ہے۔ اس میں کسی کے زندہ نکلنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ یہ عمارت ۱۹۸۰ء میں تعمیر کی گئی تھی اور ۱۳۰ر ہاؤسنگ یونٹوں میں سے نصف حصے اس کے منہدم ہونے سے متاثر ہوئے ہیں۔ حکام نے بتایا کہ امدادی عملے نے ۳۵ر افراد کو ملبے کے نیچے سے نکالا ہے، جن میں سے ۱۰ر کو طبی امداد دی گئی اور دو کو ہسپتال بھیج دیا گیا۔ (بی بی سی لندن)

افغان قیادت کا دورۂ امریکہ وقت کا ضیاع ہے: طالبان

افغانستان کے صدر اشرف غنی اور قومی مفاہمتی کونسل کے سربراہ عبداللہ عبداللہ کے دورۂ امریک کو ماہرین افغانستان کی موجودہ صورتِ حال کے تناظر میں اہم قرار دے رہے ہیں۔ یہ ملاقات ایک ایسے وقت میں ہو رہی ہے جب افغان حکومت اور طالبان کے درمیان قطر کے دارالحکومت دوحہ میں بین الافغان امن مذاکرات عملاً سست روی کا شکار ہیں اور افغانستان میں طالبان کی جانب سے مختلف اضلاع پر قبضوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت افغان فورسز اور طالبان کے درمیان ملک کے ۳۴ رصوبوں میں سے ۲۸ ر میں لڑائی جاری ہے جب کہ طالبان ۱۵۰ر سے زائد اضلاع پر قبضے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ امریکی فوج کے چیئرمین آف دی جوائنٹ چیفس آف اسٹاف جنرل مارک ملی نے بدھ کو کانگریس کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ افغانستان کے ۴۱۹ر اضلاع میں سے ۸۱ر طالبان کے زیرِ تسلط آ چکے ہیں۔ دوسری طرف طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کا دعویٰ ہے کہ اب تک طالبان مکمل طور پر ۱۶۷ر اضلاع کا کنٹرول حاصل کر چکے ہیں۔ البتہ امریکہ نے طالبان پر واضح کیا ہے کہ عالمی برادری افغانستان میں طاقت کے ذریعے مسلط کردہ حکومت کی حمایت نہیں کرے گی۔ امریکی محکمۂ خارجہ کے ترجمان نیڈ پرائس نے کہا ہے کہ افغانستان کے لیے امریکی مالی امداد صرف اسی صورت میں ہی جاری رہ سکتی ہے جب وہاں کی حکومت کو عالمی برادری کی حمایت حاصل ہو۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ افغان قیادت دورۂ امریکہ کے دوران چاہے گی کہ امریکہ اور اتحادی ممالک افغانستان کو ماضی کی طرح ”بے یار و مددگار“ نہ چھوڑیں۔ دوسری جانب طالبان افغان قیادت کے دورۂ امریکہ کو وقت کا ضیاع قرار دیتے ہیں۔ طالبان کے ترجمان سہیل شاہین نے کہا کہ موجودہ افغان حکومت کو افغانستان کے مسئلے کو پُرامن طریقے سے حل کرنے کے بجائے اپنے اقتدار کو دوام دینے میں زیادہ دلچسپی ہے۔ (وائس آف امریکہ)

تعلیم و روزگار

اگنو (IGNOU) میں ایم اے اردو کورس کا آغاز

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) کا شمار دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے ۲۵ر جون ۲۰۲۱ء اگنو کی تاریخ میں یاد رکھا جائے گا، اسی دن اگنو میں ایم اے اردو کورس کا آغاز ہو رہا ہے۔ یہ اگنو کے لئے بھی اور عاشقان اردو کے لئے بھی ایک تاریخی دن ہے۔ اگنو کے وائس چانسلر پروفیسر ناگیشور راؤ اور اسکول آف ہیومنٹیز کی ڈائرکٹر پروفیسر مالتی ماتھر کی خصوصی کوششوں سے ایم اے اردو کورس کا آغاز ممکن ہو سکا ہے۔ (یو این آئی)

زراعت کی ترقی اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے کئی پہل: تومر

وزیر زراعت نریندر سنگھ تومر نے کہا ہے کہ حکومت نے زراعت کی ترقی اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ موجودہ صنعتوں کو ایک بہتر ماحول دینے کے لیے کئی پہل کیے ہیں۔ مسٹر تومر نے کنفیڈریشن آف انڈسٹری (سی آئی آئی) کے شمالی خطہ فوڈ پروسیسنگ چوٹی اجلاس کے تیسرے ایڈیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت فوڈ پروسیسنگ شعبے کی ترقی کے لیے بھی پابند عہد ہے اور اس بابت ”آتم نربھر بھارت ابھیان“ کے ایک حصے کے طور پر فوڈ پروسیسنگ صنعت کے لیے نیا منصوبہ نافذ کیا گیا ہے۔ (یو این آئی)

حد بندی کے بعد جموں وکشمیر میں انتخابات ہوں گے، ریاست کا درجہ بحال ہوگا: مودی

وزیر اعظم نریندر مودی نے واضح کیا ہے کہ جموں وکشمیر اسمبلی حلقوں کی حد بندی کا عمل مکمل ہونے کے بعد وہاں انتخابات ہوں گے، اور اس کو مکمل ریاست کا درجہ دیا جائے گا۔ مسٹر مودی نے یہ اطلاع سیاسی جماعتوں کے ساتھ جموں وکشمیر کے سیاسی مستقبل کے بارے میں تبادلہ خیال کرنے کے لئے بلائے گئے ایک کل جماعتی اجلاس میں دی، تقریباً ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہنے والی اس میٹنگ کے بعد جموں وکشمیر اپنی پارٹی کے الطاف بخاری نے صحافیوں کو بتایا کہ یہ بات چیت انتہائی خوشگوار ماحول میں ہوئی۔ وزیر اعظم نے تمام رہنماؤں سے ہمارے معاملات سنے۔ انہوں نے کہا کہ حد بندی کا عمل ختم ہونے کے بعد انتخابات کا آغاز ہوگا۔ اجلاس میں کانگریس کے سینئر رہنما غلام نبی آزاد، نیشنل کانفرنس کے رہنما فاروق عبداللہ اور عمر فاروق، پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی کی رہنما محبوبہ مفتی، بی جے پی کے چمن لال اور جموں وکشمیر کی دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ وزیر اعظم کے علاوہ مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ، وزیر دفاع راجناتھ سنگھ، وزیر اعظم آفس میں وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ، وزیر اعظم کے پرنسپل ایڈوائزر، قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈووال، جموں کشمیر لیفٹیننٹ گورنر منوج سنہا اور متعدد دیگر اعلی عہدیداروں نے اس اہم اجلاس میں شرکت کی۔ جموں وکشمیر کا ۵ر اگست ۲۰۱۹ء کو ریاست کا درجہ ختم کئے جانے کے بعد اس کو دو مرکزی خطوں میں تقسیم کئے جانے کے بعد مرکز کی طرف سے پہلی بار وہاں کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ بات چیت کی پیش کش کی گئی ہے۔ دوسری طرف، کشمیری پنڈتوں کی تنظیموں نے اجلاس میں ان کی عدم دعوت کی مخالفت کی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کی بات بھی سنی جائے۔ اس اجلاس کے لئے کوئی سرکاری ایجنڈا طے نہیں کیا گیا تھا۔ (یو این آئی)

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ریگولر کورسز میں داخلے شروع

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو اردو ذریعہ سے اعلیٰ تعلیمی خدمات فراہم کرنے والے ادارے کے طور پر قومی سطح پر پہچانا جاتا ہے۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) کل ہند دائرہ کار کے ساتھ ایک مرکزی یونیورسٹی ہے جو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے ۱۹۹۸ء میں قائم کی گئی۔ اس کا مین کیمپس گچی باؤلی حیدر آباد میں واقع ہے۔ یونیورسٹی مین کیمپس اور دیگر شہروں میں موجود یونیورسٹی کے کیمپسوں میں ریگولر کورسس میں داخلے شروع ہو چکے ہیں۔ اس میں سات اسکول آف اسٹڈیز میں قائم ۱۹ر شعبہ جات کے تحت پی ایچ ڈی تک ۱۷ر کورسس دستیاب ہیں۔ موجودہ تعلیمی سال ۲۰۲۱-۲۲ میں ۲۳ر پی ایچ ڈی، ۲۱ر پوسٹ گریجویشن، ۸ر انڈر گریجویشن، ۷ر پیشہ وارانہ ڈپلوما (ایک ایجوکیشن اور ۶ر پالی ٹیکنیک)، ۵ر جز وقتی ڈپلوما پروگرامس اور ۲ر سرٹیفکیٹ کورسس دستیاب ہیں۔

آن لائن داخلے کا شیڈول:

اعلامیہ کے اجراء کی تاریخ: 10 جون 2021، داخلوں کی آخری تاریخ: 30 ستمبر 2021

داخلہ امتحان پرمبنی پروگرامس:

پی ایچ ڈی پروگرامس- پُر کردہ درخواست داخل کرنے کی آخری تاریخ: 12 جولائی 2021

داخلہ امتحان کی بنیاد پر داخلے کے پروگرام (پیشہ وارانہ/ٹکنیکی/ ووکیشنل) پُر کردہ درخواست فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ: 12 جولائی 2021، داخلہ امتحان پرمبنی پروگرام کے لیے فارم ایڈیٹنگ 14 تا 16 جولائی 2021 کی جا سکے گی۔ داخلہ امتحان پرمبنی پروگراموں کے لیے ایڈمٹ کارڈ کا اجراء: 24 جولائی

میرٹ پرمبنی پروگرامس:

میرٹ کی بنیاد پر داخلے کے تمام انڈر گریجویٹ/ پوسٹ گریجویٹ (عام و پیشہ وارانہ) پروگرام کے لیے پُر کردہ درخواست فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ: 4 ستمبر 2021، میرٹ پرمبنی پروگرام کے لیے فارم ایڈیٹنگ 8 تا 10 ستمبر 2021 کی جا سکے گی۔ جز وقتی پروگرام کے لیے پُر کردہ درخواست فارم داخل کرنے کی آخری تاریخ: 15 اکتوبر 2021 ہے۔ داخلہ امتحان کے تحت داخلے: پی ایچ ڈی (اردو، انگریزی، ہندی، فارسی، مطالعات ترجمہ؛ مطالعات نسواں، نظم ونسق عامہ، سیاسیات، سوشل ورک، اسلامک اسٹڈیز، تاریخ، معاشیات، سوشیالوجی؛ تعلیم؛ صحافت و ترسیل عامہ؛ مینجمنٹ، کامرس؛ ریاضی، طبیعات، کیمیا، نباتیات، حیوانیات اور کمپیوٹر سائنس)، پوسٹ گریجویٹ پروگرام (ایم بی اے؛ ایم سی اے، ایم ٹیک (کمپیوٹر سائنس) اور ایم ایڈ؛ انڈر گریجویٹ پروگرام: بی ایڈ اور بی ٹیک (کمپیوٹر سائنس)، پیشہ ورانہ ڈپلوما، ایلمنٹری ایجوکیشن (ڈی ایل ایڈ)؛ پالی ٹیکنک -سیول، کمپیوٹر سائنس، الیکٹرانکس اینڈ کمیونی کیشن، انفارمیشن ٹکنالوجی، میکانیکل، الیکٹریکل و الیکٹرانکس) شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

کورونا سے تحفظ کے لیے ویکسین ضرور لیں

مولانا سجاد میموریل اسپتال میں کوو ڈ۔19 ویکسی نیشن کی سہولت کا آغاز

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ میں کووڈ۔19 ویکسی نیشن کے آغاز کے موقع پر عوام وخواص سے اپیل کی ہے کہ وہ کورونا سے تحفظ کے لیے ویکسین ضرور لیں۔انہوں نے کہا کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے، اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انسانوں کو اس کے علاج دریافت کرنے میں کبھی کبھی کچھ عرصہ لگ جاتا ہے۔ کورونا بیماری کا علاج بھی ڈھونڈھنے میں ماہرین کو وقت لگا، لیکن ماہرین نے اب اس کا علاج دریافت کرلیا ہے اور مختلف ممالک نے اس سے بچاؤ کے لیے ویکیسن بنالیے ہیں اور اپنی عوام تک پہونچا رہے ہیں، ہمارے ملک میں بھی الحمد للہ کورونا کے دو ویکیسن بن چکے ہیں اور کامیاب تجربہ کے مراحل سے گذر کر لوگوں کو لگائے جارہے ہیں، ماہرین کے مطابق دونوں ویکسین کووی شیلڈ اور کوویکسین دونوں محفوظ ہیں اور اس کو لگانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ علاج کا اختیار کرنا بھی شریعت کا حکم ہے، اس لیے ماہرین اطباء کے مشورے کے مطابق ویکیسن لینا چاہئے۔

الحمد للہ امارت شرعیہ کے مطالبہ پر حکومت نے امارت شرعیہ کے مولانا سجاد میموریل اسپتال کو بھی کووڈ۔19 ویکسی نیشن کا سنٹر بنادیا ہے۔اس سے قبل پانچ جون ۲۰۲۱ء کو کورونا ویکسی نیشن بیداری مہم کے تحت مولانا سجاد میموریل اسپتال میں ایک پروگرام منعقد کیا گیا تھا، جس میں مقامی ایم ایل اے کے علاوہ حکومت کے اعلیٰ افسران شریک ہوئے تھے، اس موقع پر جناب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ مولانا سجاد میموریل اسپتال کو ٹیکا کاری کا سنٹر بنایا جائے، اس کے بعد مورخہ ۱۹/جون کو ڈی ایم پٹنہ کے ذریعہ بلائی گئی ورچوئل میٹنگ میں بھی جناب قائم مقام ناظم صاحب نے امارت شرعیہ کے اسپتال کو کووڈ۔19 ٹیکا کاری کا سنٹر بنانے کی بات رکھی۔امارت شرعیہ کی اس پہل کو قبول کرتے ہوئے سرکار نے مولانا سجاد میموریل اسپتال میں ٹیکا کاری کا نظم کر دیا ہے، جہاں مفت ویکیسن لگائی جائے گی۔

اس موقع پر اسپتال کے سکریٹری جناب مولانا سہیل احمد ندوی نے کہا کہ سماج کے ہر طبقہ کو بہتر طبی سہولت پہونچے اور ٹیکا کاری کا فائدہ گاؤں گاؤں تک پہونچے اس کے لیے امارت شرعیہ پر عزم ہے۔انہوں نے بتایا کہ ایم ایس ایم اسپتال امارت شرعیہ میں سنیچر سے جمعرات صبح دس بجے سے سہ پہر تین بجے تک ویکیسن لگایا جائے گا۔ جمعہ کو سنٹر بند رہے گا۔ ویکسی نیشن پروگرام کے آغاز کے موقع پر اسپتال کے ایڈمنسٹریٹر فیاض اقبال اور معاون اعجاز احمد موجود تھے۔

حضرات مبلغین امارت شرعیہ کے دعوتی و تنظیمی پروگرام کی جھلکیاں

امارت شرعیہ کے شعبۂ تبلیغ و تنظیم میں حضرات دعاۃ و مبلغین کی بڑی تعداد دعوتی و تنظیمی خدمات پر مامور ہیں، یہ حضرات بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ و بنگال کے مختلف دیہاتوں اور شہروں کا دورہ کر کے قدیم تنظیموں کو مضبوط بنانے، جہاں تنظیم قائم نہیں ہے وہاں تنظیم قائم کرنے اور دعوتی نقطۂ نظر سے مسلمانوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کا کام انجام دیتے ہیں، لاک ڈاؤن کے بعد دفتر امارت شرعیہ کھلنے کے بعد حضرات مبلغین کی بڑی تعداد دفتر کے ضروری حسابات پورا کرنے کے بعد پروگرام کے مطابق اپنے اس تنظیمی ودعوتی سفر پر روانہ ہو چکے ہیں، سفر پر روانہ ہونے والے حضرات کے پروگرام کی جھلکیاں اس طرح ہیں۔

نام مبلغین	علاقہ وضلع	نام مبلغین	علاقہ ضلع
مولانا مزمل حسین قاسمی	گوگری، ضلع کھگڑیا	مولانا ابوذر مفتاحی	داناپور، ضلع پٹنہ
مولانا عبدالقادر قاسمی	مہشی بلاک ضلع سہرسہ	مولانا زین الحق	گوگری، ضلع کھگڑیا
مولانا نوشاد قاسمی	ضلع بانکا	مولانا مطیع الرحمٰن	بیلا پر یہار، ضلع سیتامڑھی
مولانا عبدالحق رحمانی	بیرول گوراہورام، دربھنگہ	قاری عمیر احمد صاحب	کلیان پور مشرقی چمپارن
مولانا شعیب قاسمی	شہر مونگیر و بھاگل پور	مولانا رئیس اعظم رحمانی	شہر کلکتہ
مولانا جمیل اختر	تاج پور، ضلع سستی پور	مولانا عمید الزماں ندوی	بچھاکا، ضلع کٹیہار
مولانا پرویز عالم	پوپری، ضلع سیتامڑھی	قاری شاہد اقبال صاحب	بسنت پور ضلع سوپول
مفتی نورالدین قاسمی	کمارکھنڈ ضلع مدھے پورہ	مولانا محمد صبغۃ اللہ نعمانی	بچھلوریہ، ضلع بیگوسرائے
مولانا اسعد اللہ نیموی	چریا بریار پور، بیگوسرائے	مولانا محمد وصی اللہ ندوی	بیر پور، بیگوسرائے
مولانا محمد ذکر اللہ ندوی	جالے، ضلع دربھنگہ	مولانا عبداللہ عبادہ	بینی پٹی، مدھوبنی

مذکورہ اضلاع اور حلقہ نقباء ونائبین، علماء وائمہ اور عام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان حضرات مبلغین کا اپنے حلقہ میں تعاون فرمائیں، ان کے بیانات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے آبادی کے تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مستحکم بنانے اور اس کو وسعت دینے کی کوشش کریں۔

اردو کارواں کی میٹنگ، فروغ اردو کی تحریک تیز کرنے کا عزم

اردو کارواں کے ذمہ داران ومقامی ارکان کی میٹنگ اردو کارواں کے دفتر امارت شرعیہ کمپلیکس پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوئی، جس میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی، اردو کارواں کے صدر ڈاکٹر اعجاز علی ارشد، نائب صدور مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، جناب مشتاق احمد نوری، ڈاکٹر صفدر امام قادری، سکریٹری جناب انوار الہدیٰ اور مقامی ارکان مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، مولانا سہیل اختر قاسمی اور مولانا شمیم اکرم رحمانی نے شرکت فرمائی، اردو سے متعلق مختلف مسائل زیر بحث آئے اور وزیر تعلیم کو دیئے جانے والے میمورنڈم کو آخری شکل دی گئی، طے کیا گیا کہ اردو کارواں کے ریاستی ارکان کے ساتھ ایک میٹنگ ۸/اگست کو امارت شرعیہ میں بلائی جائے، اس کے قبل ارکان سے درخواست کی جائے کہ وہ اردو دستہ کے لئے ہر ضلع سے متحرک اور فعال جوانوں کے کم از کم ایسے دس نام، پتے، موبائل نمبر، ای میل وغیرہ فراہم کرائیں، یہ معلومات ۲۵/جولائی تک اردو کارواں کو موصول کرا دیا جائے تاکہ ۸/اگست کی میٹنگ میں اردو دستہ کو آخری شکل دی جاسکے، ریاستی اردو کارواں کے ارکان کے نام خط وغیرہ بھیجنے اور رابطہ کرنے کی ذمہ داری جناب انوار الہدیٰ صاحب سکریٹری اردو کارواں کے حوالہ کی گئی ہے۔

اس موقع سے نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی مدظلہ نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں جس طرح امارت شرعیہ کے مختلف شعبے کام کر رہے تھے اسی طرح ان شاء اللہ کام جاری رہے گا، حضرت صاحب کی دعائیں ہم لوگوں کے ساتھ ہیں، ہمیں ہر حال میں اردو کارواں کی اس تحریک سے مختلف صلاحیتوں کے افراد کو جوڑنا ہوگا، مجلس کے شرکا نے اردو کے حوالہ سے انتہائی مفید، کارآمد اور عملی مشورے دیئے، ان مشوروں کی روشنی میں اردو کارواں متحرک فعال انداز میں آگے بڑھتا رہے گا، حضرت نائب امیر شریعت کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں

مندرجہ ذیل طلبہ کا داخلہ منظور کیا گیا ہے

نمبر شمار	اسمائے طلبہ مع ولدیت	ضلع	فراغت
1	محمد سلمان	گونڈہ	دارالعلوم دیوبند
2	فضیل احمد ولد عبدالمنصور	آسام	دارالعلوم دیوبند
3	محمد شاد حسن ولد حکیم شاہد حسن	ارول	دارالعلوم دیوبند
4	محمد سالک ظفر ولد محمد شاہد	ارریہ	دارالعلوم دیوبند
5	محمد ابوصالح ولد محمد شمشاد	کھگڑیا	دارالعلوم دیوبند
6	عبدالباقی ولد حافظ عبدالشکور	مہاراشٹر	مدرسہ سراج العلوم
7	عاشق الٰہی ولد محمد ہاشم عالم	ارریہ	دارالعلوم دیوبند
8	عبدالحق ولد مولانا توحید عالم	ارریہ	دارالعلوم دیوبند
9	عبدالعزیز ولد صنور علی	آسام	دارالعلوم دیوبند
10	انس جعفر ولد اسلم جعفر	ارول	دارالعلوم دیوبند
11	محمد منصف ولد محمد مجیب الرحمٰن	ارریہ	دارالعلوم وقف دیوبند
12	اسحاق علی ولد صدیق علی	آسام	جامعہ اسلامیہ جلال پور ہوجائی
13	عنبر امام ولد محمد ظفر رضا	دربھنگہ	دارالعلوم دیوبند
14	اشرف الحق ولد مجیب الرحمٰن	آسام	جامعہ اسلامیہ جلال پور ہوجائی
15	دلشاد حبیب ولد ارشاد احمد	مدھوبنی	دارالعلوم دیوبند
16	محمد عقیل اختر ولد مولانا کامل اختر قاسمی	کھگڑیا	دارالعلوم دیوبند
17	اذکار الحق ولد مولانا انوار الحق	دیوبند، یوپی	دارالعلوم دیوبند
18	مہتاب عالم ولد رفیق میاں	پلاموں	دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنو
19	محمد عالمگیر ولد محمد نذیر	پورنیہ	دارالعلوم دیوبند
20	محمد نوشاد عالم	مدھوبنی	جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کنواں
21	محمد تنویر عالم ولد رقیب احمد	نالندہ	جامعہ رحمانی مونگیر
22	نعمت اللہ ولد محمد عباس	دربھنگہ	دارالعلوم دیوبند
23	محمد ابوذر ولد محمد نوشاد	دربھنگہ	دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنو
24	جنید احمد	آسام	دارالعلوم دیوبند
25	عبیداللہ ولد مولانا محمد مظاہر الحق	سہرسہ	دارالعلوم دیوبند

اگر بعض طلبہ کے داخلہ نہ لینے کی وجہ سے کوئی گنجائش نکلی تو درج ذیل طلبہ کو اسی ترتیب سے موقع دیا جاسکتا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے طلبہ مع ولدیت	ضلع	فراغت
1	راشد الخیر ولد عبدالرزاق	ارریہ	دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو
2	محمد الطاف ولد محمد فخر عالم	بھاگلپور	مظاہر علوم دار جدید
3	ابونصر ولد عبدالحی انصاری	کھگڑیا	دارالعلوم دیوبند
4	محمد اسلم راہی ولد محمد حسین	دیناج پور، بنگال	دارالعلوم دیوبند
5	محمد ثاقب ولد غلام سرور	بھاگلپور	جامعۃ القراءات کفلیتہ گجرات

Scanned with CamScanner

بڑھتی مہنگائی اور عوام کی لاچاری و بے حسی

عابد انور قاسمی

اچاریہ وشنو گپت چانکیہ نے آج سے 2300 سے زائد برس قبل کہا تھا کہ کوئی بھی انقلاب اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب عوام کو اس کی ضرورت ہو۔ اگر عوام کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو کوئی بھی تحریک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ اچاریہ چانکیہ نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب نند خاندان کی حکومت کو مگدھ سے اکھاڑ پھینکنے اور چندر گپت موریہ کو راجہ بنانے کے لئے وہ ان کی تعلیم و تربیت کررہے تھے اور انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا تھا کہ اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے عوام کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہو اور عوام کو یہ محسوس ہو کہ یہ کامیابی اس کے حق میں مفید ثابت ہوگی۔ اس نظریہ کو موجودہ ہندوستانی تناظر اور ہندوستانی عوام کے نظریہ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کے عوام میں اپنے حقوق، مہنگائی اور بدعنوانی کے تئیں حد درجہ لاچاری بلکہ بے حسی ہے۔ ہندوستانی عوام نے انتخابات میں کبھی بھی ان موضوعات پر ووٹ نہیں ڈالے بلکہ ہمیشہ دلکش اور اشتعال انگیز موضوع پر ووٹ دیتے آئے ہیں مذہبی اشتعال میں آکر لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور اس قدر بھیڑ اکٹھا ہوجاتی ہے کہ شہر کے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے لیکن اپنے حقوق کی دستیابی، مہنگائی اور بدعنوانی کے خلاف اتنی بڑی تعداد میں سڑکوں پر نہیں اترتے اگر کبھی جمع بھی ہوئے تو قابل ذکر مجمع نہ ہونے کی وجہ سے ان کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ گزشتہ سات برسوں سے صورت حال اس قدر خراب ہے کہ ملک کی ہر بربادی کو مذہب کے ریپر میں لپیٹ پر پیش کردیا جاتا ہے۔ یہاں کے عوام کو یہ بات سمجھادی جاتی ہے کہ مہنگائی ملک کے مفاد میں ہے اور یہاں کے عوام بلا چون چرا تسلیم کرلیتے ہیں۔ سڑکوں پر جان دے دیتے ہیں لیکن اف تک نہیں کرتے، نوٹ بندی کے دوران سیکڑوں لوگوں نے لائن میں لگ کر اپنی جان گنوادی لیکن اف تک نہیں کہا۔ جی ایس ٹی نے لوگوں کے کاروبار اور تجارت وصنعت کو تباہ کردیا لیکن لوگوں میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ کورونا کی پہلی لہر اور لاک ڈاؤن کے دوران ہزاروں لوگوں نے سڑکوں پر دم توڑ دیا۔ درجنوں ریل کی پٹریوں پر کٹ کر مرگئے، سیکڑوں لوگ سڑک حادثے میں جاں بحق ہوگئے، 90 سے زیادہ تو صرف ٹرینوں میں بھوک کے سبب ہلاک ہوگئے تھے لیکن ماتھے پر بل نہیں پڑا تھا۔ اب دوسری لہر کے دوران لاکھوں لوگوں نے آکسیجن کی کمی کی وجہ سے دم توڑ گئے۔ ہزاروں لوگ ایمبولینس میں اسپتال میں بستر نہ ملنے پر تڑپ تڑپ کر مرگئے پھر بھی لوگوں میں کوئی غصہ، یا نفرت پیدا نہیں ہوا۔ لوگوں کو آخری رسومات کے حق سے محروم کردیا گیا پھر بھی ماتھے پر کوئی شکن نمودار نہیں ہوا۔ لاشوں کی بے حرمتی کی گئی، لاشوں کو کورا گاڑی سے پھینک دیا گیا، گنگا اور یمنا کے کنارے آدھے مدفون لاشوں سے چنریاں اور کفن تک کھینچ لی گئی لیکن لوگوں میں کوئی ابال نہیں آیا۔ اس لئے کہ ایسے لوگوں میں کبھی ابال آئے گا بھی نہیں۔ کیوں کہ ان کو یہ سمجھادیا گیا ہے کہ یہ ہندو کے 'ہت' (مفاد) میں بہتر ہے: اس لئے آج 35 روپے کا پیٹرول سو سے زائد روپے میں خرید رہے ہیں۔ غذائی اشیاء کی قیمت آسمان چھورہی ہے۔ خوردنی تیل کی قیمت دوگنی ہوگئی ہے لیکن حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑرہا ہے۔ حکومت پر اثر اس وقت پڑتا جب مہنگائی کا اثر عوام پر ہوتا لیکن یہاں بے حسی اس قدر تھوپ دی گئی ہے کہ ہر مہنگائی، ہر ظلم و ناانصافی کو قوم و مذہب کے مفاد سے وابستہ کردیا گیا ہے۔ کسان تحریک کے دوران اڈانی اور امبانی کے سامانوں کے بائیکاٹ سے جو نقصان امبانی اڈانی کو ہوا تھا، حکومت نے خوردنی تیل کی قیمت میں دوگنا اضافہ کرکے ان دونوں کی بھرپائی کردی ہے۔ تمام خوردنی اشیاء کی قیمت آسمان چھورہی ہے، لیکن یہاں کے عوام کے سر پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے۔ مذہب، ہندوتوا، دیش بھگتی کا افیم چٹادیا گیا ہے اور یہاں کی اکثریت اس کے نشے میں مست ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ پانچ سو روپے بھی پیٹرول ہوجائے پھر بھی مودی کو ووٹ دیں گے تو ایسی قوم سے کسی بہتری اور انقلاب کی امید کیسے جاسکتی ہے۔ ملک میں آج تک کسی الیکشن میں بدعنوانی، بے روزگاری، مہنگی تعلیم اور مہنگائی کبھی بھی اہم موضوع نہیں رہا۔

اہم بات یہ ہے کہ پہلے جب بھی مہنگائی بڑھتی تھی، لوگ سڑکوں پر نکلتے تھے۔ پوری دنیا اور ہندوستان میں اس پر زبردست بحث ہوتی تھی، عالمی برادری عالمی پلیٹ فارم سے مہنگائی پر اظہار خیال کیا۔ یہ سچ ہے کہ پوری دنیا میں مہنگائی بڑھ رہی ہے اور ترقی یافتہ ممالک سمیت تمام ممالک کو افراط زر کے بے قابو ہونے کا سامنا ہے۔ سبھی ممالک اس پر تشویش کا اظہار بھی کررہے ہیں اور اس کے روک تھام کے لئے اپائے بھی، لیکن اس وقت ہندوستان میں اس پر کوئی بحث نہیں ہورہی ہے۔ پوری دنیا میں مہنگائی کے خلاف حکومتوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے، لیکن مہنگائی ہے کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔ خاص کر ان ممالک میں جہاں کاشت کاری کم ہوتی ہے یا وہ ممالک جو اناج کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہیں۔ مگر ہندوستان نہ صرف اناج کے معاملے خود کفیل ہے بلکہ دوسروں ملکوں کو اناج بھی برآمد کرتا ہے۔ اس کے باوجود یہاں بھوک مری کی شرح بہت زیادہ ہے۔ بہت سارے معاملے میں خود کفیل ہونے کے باوجود ہندوستان کی حالت دیگر ہے، یہاں پسینے خشک ہونے سے پہلے مزدوروں کی مزدوری کی ادائیگی تو دور کی بات، مزدوروں کا خون نچوڑ لینے میں یہاں کے ساہوکار یقین رکھتے ہیں۔ یہاں کے مالکان مزدوروں کے خون اور پسینے پر عیش کرتے ہیں اور استحصال کرنا تو یہ اپنا پیدائشی حق گردانتے ہیں لاکھوں ٹن اناج سڑ جاتا ہے لیکن غریبوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ مزدوروں کے استحصال کے سب سے زیادہ واقعات ہندوستان میں ہوتے ہیں اور نوکروں کے ہاتھوں مالکوں کا قتل بھی۔

مہنگائی سے جس قدر دامن بچانے کی کوشش کی جارہی ہے مہنگائی ہے کہ لپٹتی ہی جارہی ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں کبھی بھی کسی فساد کی جڑ پر وار نہیں کیا گیا۔ مہنگائی کے معاملے میں بھی ہندوستانی حکومت کا یہی رویہ ہے۔ ہندوستان وہ ملک ہے جو اناج کے معاملے میں خود کفیل ہے یہاں سے اناج اور دیگر غذائی اشیاء بیرون ملک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ یہاں زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے وہ نشیبی علاقے جہاں سالوں سال پانی لگا رہتا تھا یا سال میں صرف ایک فصل ہوا کرتی تھی آج ان زمینوں میں سال میں تین فصلیں اگائی جارہی ہیں اگر پیداوار میں کہیں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تو مہنگائی بڑھنے کی وجہ کیا ہے۔ مہنگائی بڑھنے کی واحد وجہ جمع خوری اور قیمتوں کا بے لگام ہونا ہے۔ مرکزی حکومت ہو یا ریاستی حکومت، قیمت پر کوئی کنٹرول نہیں کرتی۔ دنیا کے تمام ممالک میں صنعتی گھرانے اقدار کے حامل ہوتے ہیں، اولاً کوالٹی سے کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے، دوم پیداوار پر آنے والے اخراجات کے حساب سے قیمت کا تعین کرتے ہیں، سوم وزن کا خاص خیال رکھتے ہیں جو عین اسلام کے مطابق ہے۔ لیکن ہندوستان میں جتنے صنعتی گھرانے ہیں ان سب میں پیسے کمانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے، چاہے وہ طریقہ جائز ہو یا ناجائز، عوام کو چاہے کتنی ہی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے، ان کی تجوری لبالب ہونی چاہئے اور اس کے لئے نہ تو کوالٹی کا خیال رکھتے ہیں، نہ وزن کا اور نہ ہی قیمت کا۔ جن اشیاء پر دو روپے کے اخراجات آتے ہیں اس کی مارکیٹ میں قیمت دس روپے سے لے کر 25 روپے تک ہوتی ہے۔ کچھ سال قبل سابق مرکزی وزیر کیمکل اور فرٹیلائزر آں جہانی رام ولاس پاسوان نے جب یہ دیکھا کہ جو دوائیاں بازار میں 25 روپے میں ملتی ہیں، اس کے اخراجات پر بہ مشکل دو روپے خرچ ہوتے ہیں تو ان کی حیرانی کی انتہاء نہ رہی اور انہوں نے اس سمت میں قدم اٹھانے کا اشارہ بھی دیا؛ لیکن ہندوستان کے بنیوں کی بنیاگری کا کیا کہیے وہ اچھے اچھوں کو خاموش کردیتے ہیں یہاں بھی یہی ہوا۔ ہندوستان کا انتخابی سسٹم تمام بدعنوانی کے لئے ذمہ دار ہے۔ یہاں انتخابی نظام نے ہندوستانی صنعت کاروں کو من مانی کرنے کا کھلا راستہ فراہم کیا ہے۔ جب صنعتی گھرانے اور بنیے ہندوستان کی سیاسی پارٹیوں کو خطیر رقم کا چندہ دیں گے تو حکومت ان صنعت کاروں اور بنیوں پر نکیل کیسے کس سکتی ہے اسی لئے صنعتی گھرانوں اور بنیوں کو ہندوستان میں من مانی کرنے کا موقع ملتا ہے اور جس طرح چاہتے ہیں وہ قیمت کا تعین کرتے ہیں، کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا، ایسا بھی نہیں ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، حکومت نے اس کے لئے شعبے قائم کررکھے ہیں لیکن یہاں بدعنوانی کا اژدھا ان افسران کو نگل لیتا ہے اور افسران بل میں ہوتے ہیں اور اژدہا آزاد گھومتا ہے۔

پیٹرولیم کی قیمت بڑھنے سے مہنگائی کا سیدھا واسطہ ہے لیکن مہنگائی اسی طرح بڑھنی چاہئے جس طرح پیٹرول ڈیزل کی قیمت۔ ان اشیاء کی قیمت بڑھنے سے تمام ضروری خوردنی اشیاء پر فی کلو حساب سے لاگت ۵ پیسے سے ۱۰ پیسے صرفہ آتا ہے کیوں کہ مال ڈھلائی کا بھاڑا اس سے زیادہ نہیں ہوتا تو پھر یہاں ایک کلو پر 20 روپے سے 30 روپے کیسے قیمت بڑھ جاتی ہے جب کہ حکومت نے امپورٹ ڈیوٹی میں کمی کے علاوہ تاجروں کو کئی ٹیکسوں کی راحت دی ہے لیکن پھر قیمت آسمان کیوں چھورہی ہے۔ تھوک بازار میں جو چیزیں ۳۳ روپے فی کلو ہے وہ دکانوں میں آکر 50 روپے کلو کیسے ہوجاتی ہیں۔ مہنگائی کی وجہ صرف جمع خوری اور بنیوں کی من مانی ہے اگر اس پر قدغن لگایا جائے تو مہنگائی خود بخود قابو میں آجائے گی۔

بقیہ... ملک کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھوں میں

اگر نوجوانون ملک وقوم کی بہتری کے لئے کام کریں۔ زندگی کے ہر شعبے میں جاکر بہترین کردار ادا تو بڑا انقلاب آسکتا ہے۔ آج کل ہر نوجوان یہ شکایت کرتا نظر آتا ہے کہ ہمارے لئے آگے بڑھنے کے مواقع نہیں ہیں، نظام درست نہیں ہے وغیرہ وغیرہ لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ نظام لوگوں سے بنتا ہے، قوانین کی خلاف ورزی کرنے میں نوجوان ہی آگے آگے نظر آتے ہیں۔ مہاتما گاندھی کے خواب صحیح معنوں میں شرمندہ تعبیر صرف نوجوان ہی کرسکتے ہیں۔ صرف اعتراضات کرکے یا تنقید کرکے ملک کو بہتر نہیں بنایا جاسکتا۔ ہماری نسل آج مختلف شعبوں سے وابستہ ہے۔ اگر واقعی ملک کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل کرانا چاہتے ہیں اس کی خامیاں دور کرنا چاہتے ہیں، تو سب سے پہلے اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔ اس کے لئے تعلیم کو عام کرنے کی سعی کرنا ہوگی۔ قوم کے درد کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرنا ہوگا۔ اگر نوجوانوں کی دلچسپی کا مرکز قومی مسائل ہوں تو قومی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے باسانی چھوٹے بڑے معاملات سے نمٹا جاسکتا ہے۔ نوجوان ہمت، عزم وحوصلے سے سرشار ہوتے ہیں اگر وہ ہر قسم کی بدعنوانی کو ختم کرنے کی ٹھان لیں، برائی کی راہ میں رکاوٹ بننے کا پختہ عزم کرلیں تو وہ یقیناً ملک سے بدعنوانی کو ختم کرنے میں کامیاب ہوجائینگے۔ صرف تنقید نہ کریں، بلکہ قدم قدم پر اپنی اصلاح بھی کریں۔ بات بات پر سیخ پا ہوکر اپنا اور دوسروں کا نقصان کرنے کے بجائے تحمل سے ہر مشکل کا مقابلہ کریں یاد رکھیے بڑی کامیابی کے لئے محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے، ایک دم کچھ نہیں ملتا۔ عصر حاضر میں صرف جذبات اور جوش کی ضرورت نہیں، بلکہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے دانشمندی اور ہوش سے کام لینا انتہائی اہم ہے۔ جذبات کی رو میں بہہ کر اکثر نوجوان مقاصد کی تکمیل نہیں کرپاتے۔ لیکن جو نوجوان جوش کے ساتھ ہوش سے بھی کام لیتے ہیں، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر ہی رہتے ہیں، قوم کو نسل نو سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اور انہیں ان توقعات پر پورا اُترنے کے لئے اپنی تمام ذہنی و فکری صلاحیتیں بروئے کار لانا ہونگی۔

Scanned with CamScanner

امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری

ڈاکٹر محمد منظور عالم

خالق کائنات کے پیغام پر عمل کرنا دنیائے انسانیت کی اولین ذمہ داری اور بنیادی ترجیحات میں شامل ہونا چاہیئے۔ ہر انسان کے فرائض میں یہ بات رہنی چاہیئے کہ اسے خالق کائنات کا تابع اور فرماں بردار رہنا ہے اور جو لوگ خالق کی نافرمانیاں کررہے ہیں۔ گمراہی کے راستے پر گامزن ہیں۔ دنیا میں فساد وشر برپا کررہے ہیں۔ خالق کائنات کے نظام میں گڑبڑی کررہے ہیں، ان کی اصلاح کرنی ہے، انہیں سیدھا راستہ دکھانا ہے اور انہیں راہ راست پر لانا ہے۔ یہ مشن، مقصد اور جذبہ ہر انسان کے دل میں پیدا ہونا ضروری ہے تبھی انسانیت کی ترقی ہوگی۔ سماج میں اصلاح ہوگا۔ معاشرہ میں سدھار ہوگا اور تبھی قوم کو سکون کے لمحات میسر ہوں گے۔

گزشتہ سو سالوں کے دوران ٹیکنالوجی کے میدان میں دنیا نے بے پناہ ترقی کی ہے۔ ہر میدان اور شعبہ میں حیرت انگیز تخلیقات سامنے آئی ہیں۔ عیش وآرام کے سبھی اسباب میسر ہوگئے ہیں لیکن دوسری طرف اخلاقی انحطاط اور زوال بھی گزشتہ سو سال کے درمیان لگاتار پروان چڑھا ہے۔ پچھلی ایک صدی کے دوران دنیا جس زوال وپستی سے دوچار ہوئی ہے، اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا تھا اور نہ ہی ماضی میں ایسی پستی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

اکیسوی صدی ایجادات اور ٹیکنالوجی کے ساتھ اخلاقی انحطاط کی راہ پر گامزن ہے جس کا سد باب ضروری ہے۔ دنیا کو تباہی سے بچانا، انسانیت کو گمراہی سے نکالنا اور نور ہدایت کی جانب گامزن کرنا ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جسے اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں خیر امت کا لقب دیا ہے۔ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کہا ہے۔ تم بہترین امت ہو تم کو لوگوں کے درمیان اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ تم لوگوں کو اچھائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ قرآن کریم کے سورہ آل عمران کی یہ آیت کریمہ بہت اہم، معنی خیز اور انسانیت کی ترقی کیلئے انسائیکلوپیڈیا ہے۔ صاف طور پر مسلمانوں کو خطاب کرکے اللہ تعالی نے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے، لوگوں کو اچھائیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے کیلئے کہا گیا ہے۔ جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں دنیا بھر کے عوام مختلف حالات سے دوچار ہیں۔ پوری دنیا میں ہنگامہ برپا ہے اور ہر طرف افرا تفری ہے۔ ترقی یافتہ ممالک سے لیکر پسماندہ ممالک۔ ہر جگہ پریشانی، بے چینی، فاقہ کشی، ڈاکہ زنی، غریبوں کے ساتھ زیادتی اور کمزوروں پر ظلم ہورہا ہے۔ مٹھی بھر لوگ غریبوں کا استحصال کررہے ہیں۔ امن وسلامتی اور سکون واطمینان کا مکمل طور پر فقدان ہے۔ دولت، پیسہ، شہرت، اقتدار سب کچھ ہونے کے باوجود لوگوں کو سکون میسر نہیں ہے، نہ تو امیر مطمئن ہیں اور نہ ہی غریبوں کو سکون میسر ہے۔ پریشانی، اضطراب اور مشکلات کے ایسے مناظر شاید کبھی دیکھنے کو ملے ہوں۔ ایسے مواقع پر یہ سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ دنیائے انسانیت پریشان کیوں ہے۔ سکون میسر کیوں نہیں ہے۔ ٹیکنالوجی، برق رفتاری، آسائش کے سبھی اسباب میسر ہونے کے باوجود بے چینی، افراتفری اور بے قراری کیوں ہے۔ اس اضطراب کا علاج کیا ہے۔ نفرت، تشدد اور بے اطمینانی سے کیسے دنیا کو چھٹکارا دلایا جاسکتا ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں سوچنا، غور کرنا اور اس کا حل نکالنا امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کیوں کہ قرآن کریم نے انہیں خیر امت کہا ہے۔ دعوت دینے کا حکم دیا ہے۔ انسانیت کو راہ راست پر لانے کی ذمہ داری سونپی ہے۔

دنیا بھر میں جاری افراتفری، بے چینی اور پریشانی کا اگر جائزہ لیا جائے، اس کے اسباب پر غور کیا جائے تو بنیادی بات یہ سامنے آتی ہے کہ دنیا بھر کے انسان اپنی تخلیق کے منشاء کو بھول چکے ہیں۔ وہ خالق کائنات کے خلاف بغاوت کررہے ہیں۔ قانون فطرت کے خلاف کام کررہے ہیں۔ انسانیت کی فلاح اور ترقی کے بجائے انسانیت کی بیخ کنی کے اسباب پر عمل پیرا ہیں۔ کمزوروں پر ظلم اور غریبوں پر زیادتی کررہے ہیں۔ سماجی ناہمواری ہے۔ معاشرہ میں انصاف، مساوات اور آزادی کا فقدان ہے۔ یہ وہ بنیادی اسباب ہیں، جس نے پوری دنیا کا سکون سلب کرلیا ہے۔ اطمینان کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ امن وسلامتی معدوم ہے۔ ہر طرف بے چینی، نفرت، تشدد اور ہنگامہ آرائی ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان حالات میں انسانیت کو بچانے کام کریں۔ انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ اس مرض کا علاج ڈھونڈیں، جو مریض ہیں انہیں علاج فراہم کریں۔

دنیا کی پریشانی اور اضطراب کا حل یہ ہے کہ انسانیت کو اس کی تخلیق کا سبب بتایا جائے۔ انہیں ان کی پیدائش کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ انہیں بتایا جائے کہ یہ کائنات کیوں بنائی گئی ہے۔ ارض وسماں کا خالق کون ہے۔ انسانوں کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ زمین وآسمان اور اس پر موجود سبھی مخلوقات کو کیوں وجود بخشا گیا ہے۔ جب انسان اپنے وجود کا مقصد جان لے گا۔ اپنی پیدائش کے مقصد سے واقف ہوجائے گا۔ خالق حقیقی کو جان لے گا۔ ارض وسماں کو وجود بخشنے والی ذات اور اس کے سبب سے واقف ہوگا تب وہ بھلائی کا کام کرے گا۔ نفرت اور تشدد سے دور رہے گا۔ اپنی زندگی کا ایک مقصد اور مشن متعین کرے گا کہ اسے کرنا کیا ہے۔ کس راستے پر چلنا ہے۔ کس طرح اپنی زندگی گزارنی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک دعوت ہے۔ دعوت دینے والوں میں صبر، حوصلہ اور جذبہ ضروری ہے۔ دعوت دینے کے طریقہ پر عمل کرنا لازم ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ آپ اپنے رب کے راستہ کی جانب حکمت اور موعظت کے ساتھ لوگوں کو بلائیں۔ یعنی حکمت ودانشمندی کے ساتھ لوگوں کو دعوت دیجئے۔ انسانیت کی بھلائی کیلئے دعوت اور تبلیغ ضروری ہے۔ لیکن یہ کام حکمت عملی کے ساتھ کرنا ہوگا۔

اخلاق، کردار، اعمال، کیریکٹر، تجارت، ملازمت، تعلیم سبھی کاموں میں حسنِ نیت کا خیال رکھنا ہوگا۔ اسوہ رسول کو سامنے رکھنا پڑے گا تبھی عوام پر اس کا اثر پڑے گا اور اسلام کا آفاقی پیغام موثر ثابت ہوگا۔

آج کے دور میں اسلام پر فکری یلغار ہورہی ہے۔ انسانیت پر حملہ ہورہا ہے۔ دنیا کے مٹھی بھر لوگ پوری دنیا کو غلام بنانا چاہتے ہیں۔ عالم انسانیت پر اپنی غلامی تھوپنا چاہتے ہیں۔ وہ پوری دنیا کو محکوم اور خود حاکم بننا چاہتے ہیں۔ یہ گروپ ماضی میں بھی پہلے کئی مرتبہ سرگرم ہوا اور اب پھر یہ سر اٹھا رہا ہے۔ کمزوروں، مظلوموں، غریبوں اور بے بسوں کو محکوم اور غلام بنانا چاہتا ہے۔ آزادی سلب کرکے انہیں اپنا ماتحت بنانے کی منصوبہ بندی کررہا ہے۔ خاص طور پر ہر سمت سے مسلمانوں اور عالم اسلام پر حملہ ہورہا ہے۔ فکری، سیاسی، تہذیبی، سماجی، تعلیمی، عسکری ہر میدان میں مسلمان اپنے دشمنوں کے نرغے میں ہیں، لیکن یہی موقع ہے، صبر سے کام لینے کا۔ ہمت اور حوصلہ برقرار رکھنے کا۔ اپنی طاقت اور توانائی کو منتشر ہونے سے بچانے کا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کا۔

دعوت وتبلیغ، اصلاح معاشرہ، قوموں کے سدھار اور اس مشن کو انجام دیتے وقت عجز وانکساری، اور نرمی ضروری ہے۔ انسان کی فطرت میں جھکنا، عاجزی اختیار کرنا۔ کبر وغرور اور تکبر سے بچنا ہے۔ عاجزی ابن آدم کی فطرت ہے، دوسری طرف تکبر اور غرور ابلیس کی فطرت ہے۔ جنت میں ایک چوک ہوجانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کا معافی مانگنا اور ابلیس کا اپنی غلطی پر قائم رہتے ہوئے معافی مانگنے سے انکار کرنا اسی فطرت کا مظاہرہ اور ریفلیکشن تھا؛ چناں چہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالی کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی مانگ لی جس کی بنیاد پر انہیں معافی مل گئی۔ ابلیس معلون نے بھی غلطی کا ارتکاب کیا اور جب اللہ تعالی نے ابلیس ملعون سے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور معافی مانگنے کیلئے کہا تو ابلیس نے انکار کردیا اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ یہ دراصل انسان اور شیطان کی فطرت کا مظاہرہ تھا۔ آدم کی فطرت میں بندگی، عاجزی، انکساری، اطاعت اور فرماں برداری ہے؛ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام نے فوراً معافی مانگ لی اور اپنی بندگی ثابت کی دوسری طرف ابلیس نے کبر وغرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا اور معافی مانگنے سے انکار کرکے سرکشی، بغاوت اور غرور کا راستہ اختیار کیا۔ اس لئے ابن آدم کے درمیان دعوت دیتے وقت انسانی خصلت وفطرت، یعنی عاجزی، انکساری، نرمی، حکمت وموعظت اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انہیں اوصاف کی بنیاد پر مشن اور مقصد میں کامیابی مل سکتی ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں جو حالات چل رہے ہیں اس میں عام طور پر مسلمانوں کے استحصال کی مہم چل رہی ہے۔ یہی وقت ہے کہ اہلِ ایمان رجوع کریں۔ سیرت نگاری کا مطالعہ کریں۔ قرآن کریم کی تعلیمات کو اپنائیں۔ اللہ تعالی کے فرمان کو سینے سے لگائیں۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کے پیغام پر عمل کریں۔ کنتم خیر امة... کے پیغام کو سمجھیں کہ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو ہی خیر امت کا لقب دیا ہے؛ تاکہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں "و لقد کرمنا بنی آدم" بھی کہا ہے۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ تمام بنی نوع انسان قابل احترام، مکرم اور معزز ہے۔ سبھی کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔ ہر انسان انصاف، مساوات اور آزادی کا حقدار ہے۔ کسی کو بھی کسی پر کوئی بھی ترجیح اور فوقیت نہیں دی جاسکتی ہے۔

اعلان داخلہ

☆ مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (پارا میڈیکل) امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ پیتھالوجی، ڈپلوما کورسز (DMLT) میں داخلہ جاری ہے، داخلہ کے سلسلہ میں درج ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر:

8873771070,7250222587,9334338123

☆ مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ
(۱) الکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹس مین سول (۴) الیکٹریشین (۵) ایم آر اے سی
(۶) پلمبر (ایک سالہ) داخلہ کے سلسلہ میں حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر:

8298678082/8825126782/9304924575/7979724968

سہیل احمد ندوی

سکریٹری

Scanned with CamScanner

اقبال کی شخصیت اور فن کی چند جھلکیاں

ڈاکٹر اسماء فضیلت وصی

علامہ اقبال اردو اور فارسی زبان کے ایک ایسے شاعر ہیں جن کا شمار دنیا کے عظیم شاعروں میں کیا جاتا ہے، ان کی شاعری روح کو تڑپانے والی اور قلب کو گرمانے والی شاعری ہے، ان کے یہاں ایک فلسفہ ہے ایک درس اور پیغام ہے، ان کی شاعری ایک مخصوص فکری وتہذیبی پس منظر میں سانس لیتی ہے، وہ ایک غیر معمولی فہم وادراک اور شعور وبصیرت رکھنے والے شاعر تھے، علامہ اقبال نے ایک ایسے دور میں شاعری کی ابتداء کی جب ہندوستان برطانوی حکومت کے زیر اقتدار تھا اور انگریزوں کا ظلم وجبر روز بروز بڑھتا جارہا تھا اور ہر طرف خوف وہراس اور مایوسی وبے چارگی کی فضا طاری تھی، علامہ اقبال اس حالت سے بے حد متاثر ہوئے ان کے دل میں وطن سے محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، انہوں نے ابتدائی دور میں چند انتہائی متاثر کن قومی اور وطنی نظمیں لکھیں، جیسے ہمالیہ، صدائے درد، ترانہ ہندی، نیا شوالہ اور تصویر درد اسی نوعیت کی مقبول نظمیں ہیں۔

علامہ اقبال کی اردو زبان میں پانچ کتابیں شائع ہوچکی ہیں، ان کی سب سے پہلی کتاب اردو نثر میں ''علم الاقتصاد'' ہے جو معاشیات کے موضوع پر اردو کی پہلی کتاب ہے، یہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی، اردو زبان میں علامہ اقبال کی شاعری کے چار مجموعے بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم اور ارمغان حجاز شائع ہوچکے ہیں۔

علامہ اقبال اپنے حیات ہی میں عالمگیر شہرت حاصل کرچکے تھے، آپ کے کلام کے متعدد ترجمے کئی بین الاقوامی زبانوں میں کئے گئے، ان کے کلام میں عشق کی داستاں اور فراق کی نوحہ گیری نہیں؛ بلکہ اس میں قومی ہمدردی کے جذبات ہوتے ہیں، ان کے کلام میں ایک جوش اور ولولہ ہوتا تھا، مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت اور سوئی ہوئی قوم کو جگانے کے پیش نظر اقبال نے ایک ایسا نسخۂ کیمیا پیش کیا جس کے اجزا حوصلہ مندی اور خودداری تھے، وہ اپنی نظموں کے ذریعہ اپنی قوم کی توجہ مادہ پرستی سے ہٹا کر خدا پرستی کی طرف لے جانا چاہتے تھے، علامہ اقبال نہ صرف ایک شاعر تھے؛ بلکہ ایک مفکر، مصلح قوم، اخوت کے پیکر اور دانائے قوم بھی تھے، جس کے لئے انہیں ''سر'' اور ''علامہ'' جیسے خطابات سے نوازا گیا۔

علامہ اقبال کے ابتدائی دور کی شاعری حب وطن کے جذبہ سے سرشار ہے، اپنے وطن ہندوستان سے ان کی والہانہ محبت اور پھر فرنگیوں کے تحت ان کی غلامی نے انہیں بہت متاثر کیا اور اسی لئے انہوں نے تصویر درد اور نیا شوالہ جیسی خوبصورت نظمیں لکھیں، ۱۹۰۵ء کے دورۂ یوروپ نے اقبال کے ذہنی اور فکری ارتقاء میں ایک انقلاب پیدا کردیا، یہاں سے ان کی فکر میں وسعت اور دل میں ایک عالمگیر اخوت کا جذبہ پیدا ہوگیا، جس کے نتیجے میں وہ وطنیت کے نظریہ کے علاوہ ایک ایسی عالمگیر جمعیت کا تصور ڈھونڈنے لگے جس میں سب کے لئے اخوت وہمدردی اور عدل وانصاف ہو اور وہ انہیں اسلامی تعلیمات میں نظر آیا، اسی وقت سے وہ ملی شاعر ہوگئے اور مسلمانوں کی ذہنی تعمیر نو میں لگ گئے اور ''حکیم الامت'' کے نام سے یاد کئے جانے لگے، ان کے دوسرے مجموعے ''بال جبریل'' میں لینن، مسولینی اور نپولین جیسے سیاسی رہنماؤں پر بھی نظمیں ملتی ہیں اور ان کا تیسرا مجموعہ کلام ''ضرب کلیم'' ہے جو ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا، اس کی بیشتر نظمیں وہ ہیں جن کا تعلق حالت حاضرہ سے ہے، مثلاً اشتراکیت، کارل مارکس کی آواز، انقلاب، جمہوریت اور جمعیت الاقوام ان سب موضوعات پر ان کی نظمیں بہت بصیرت افروز ہیں، اس مجموعہ کلام کو علامہ اقبال نے حالات حاضرہ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا۔

علامہ اقبال اردو شاعری کے وہ گوہر آبدار ہیں جن کی چمک نے کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے، ان کی فکر ان کے موضوعات اور ان کے فن کی کوئی حد نہیں۔ انہوں نے اردو شاعری کے رخ کو موڑ دیا اور زندگی کے حقائق کا ایک وسیلہ بنایا، علامہ اقبال کی شاعری نے اردو شاعری کا مزاج بدل دیا، اس میں بے چارگی، اداسی اور محرومی کا جو انداز تھا اس کی جگہ ایک توانائی، امنگ اور ولولہ پیدا کیا، علامہ اقبال کا کلام آزادیت کا علم بردار اور حریت کا آئینہ دار ہے اور شاعری کی تاریخ میں شاید ہی کوئی دوسرا شاعر ہو جس نے شعوری طور پر اپنے زمانے کو اتنا متاثر کیا ہو ان کی شاعری بلاشبہ عہد آفریں شاعری ہے۔

علامہ اقبال نظم کے ساتھ ساتھ غزل کے بھی ایک کامیاب اور مقبول شاعر ہیں، انہوں نے غزل کی حریفانہ کیفیت کو یکسر بدل دیا اور ایک صحت منداور پاکیزہ قلب عطا کیا اور غزل میں ایک نئی جان ڈال دی، علامہ اقبال کی غزلوں میں فکر انگیز جوش بیان اور صحت مند روایات کا اظہار ملتا ہے، ان کا جذبہ ومستی ان کی غزلوں کی روح رواں اور جان ہے۔ تشبیہات واستعارات، اصلیت جوش، شاعرانہ مصوری، جوہر، بلاغت ان کی غزل کے خاص جوہر ہیں، علامہ اقبال نے غزل کو عامیانہ روش سے الگ رکھا، ان کی غزلوں میں اچھی اور معیاری شاعری کے تمام لوازمات پائے جاتے ہیں، مثلاً تنوع، تأثر، شائستگی، نزاکت اور نغمگی بھی ان کے غزلوں میں موجود ہیں۔

اقبال کے تجربات اور شاعری کی دنیا بڑی وسیع ہے، انہیں مناظر فطرت، انسانی سیرت اور بین الاقوامی مسائل کو پیش کرنے میں ید طولی حاصل ہے۔ ان کے کلام کی صرف یہی خوبی نہیں کہ وہ اپنے دور کی خصوصیات کی ترجمان ہیں؛ بلکہ ان کے کلام میں زندگی سانس لیتی ہوئی نظر آتی ہے، ان کا تخیل گوئٹے، رومی، شکسپیئر، ملٹن اور غالب سے ہمنوائی کرسکتا ہے، اقبال کی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایک نئے دور کے بانی تھے، ان کی غیر معمولی شخصیت نے قدیم وجدید علوم کے ذخیروں کو کھنگال کر اپنی ذاتی غور و فکر سے خودی، جنون، ذات، فرد وعشق کے مضامین کو ایک مستقل نظام کی شکل میں ترتیب دے کر دنیا کے سامنے پیش کیا ان کے کلام میں درد وسوز بھی ہے، عقل وعشق کا بیان بھی ہے اور حسن کی تعریف بھی ہے، ان کے نغموں کی سچائی انسانی ضمیر کو روشن کرتی ہے، غرض اردو ادب میں اقبال ایک ایسے عظیم شاعر ہیں جس پر دنیا ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔

سرزمین ہندوستان کے آسمان ادب کا جگمگاتا ستارہ اپنی شاعری کی روشنی سے ساری قوم وملک کو بصیرت عطا کرکے ۲۱ راپریل ۱۹۳۸ء کو خود بے نور ہوگیا، لیکن جب تک اردو زبان وادب زندہ ہے علامہ اقبال کا نام بڑے ہی ادب و احترام سے لیا جائے گا؛ کیونکہ وہ صرف ایک عہد ساز شخصیت ہی نہیں؛ بلکہ عالمگیر شخصیت کے مالک تھے ان پر اردو ادب جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

ملک کی زبوں حالی کے دو اسباب

مولانا محمد اصطفاء الحسن کاندھلوی ندوی

ملک کی تعمیر وترقی اور اس کے اندر امن وسکون اور خوشحال وآسودہ زندگی قائم کرنے کے لئے دو بنیادی باتوں کا لحاظ وخیال لازمی ہے، ان دونوں سے غفلت کرکے ملک کو فطری ماحول مہیا کرنا کسی بھی سیاسی جماعت یا طاقت کے بس میں نہیں ہے، وہ دو باتیں یہ ہیں:

۱:۔ کسی بھی اقلیت کو اپنی بقاء کے لئے ملک کی تعمیر وترقی کی فکر کرنا اور اس میں حصہ لینا ضروری ہے، یہ چیز جہاں ملک کے لئے ضروری ہے وہیں اقلیتی کردار کی حامل اقوام کے لئے بھی اہمیت کی حامل ہے؛ ملک کے باشندوں کا ایک گروپ یا جماعت اگر قومی دھارے سے نکل جائے تو یہ اس کے لئے موت کے مترادف ہے، جیسے پانی کی وہ مقدار؛ جو ندی کے بہاؤ سے نکل کر سب سے پہلے اپنی تیزگامی سے محروم ہوتی ہے، پھر بدبو اور بساند کا شکار ہوتی ہے، رفتہ رفتہ آخر کار زمین اسے نگل لیتی ہے اور اس طرح وہ اپنا وجود کلی طور پر کھودیتی ہے۔

دوسری طرف ملک کے لئے اس میں بسنے والے باشندوں کے مختلف طبقات اور جماعتیں اس کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہیں جیسے کسی جسم کے لئے اس کے اعضاء، کہ کسی بھی عضو کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور جسم کا مالک آخری حد تک کوشش کرتا ہے کہ وہ اس کو کھوئے نہیں اور اس کو ضائع کرکے اپنی طاقت کو کمزور اور اپنی شکل کو بدنما نہ بنائے۔

اگر باشندگان ملک کے کسی طبقہ یا جماعت نے یہ طے بھی کرلیا کہ وہ ملک کی تعمیر وترقی میں حصہ نہیں لے گی، خواہ اس کا سبب کسی قسم کی ناراضگی ہو، یا اپنے ہم وطنوں سے شکایت یا ملک کی پالیسی اور سیاست سے نفور، بہرحال ارباب اقتدار کو چاہئے کہ خوشامد کرکے کسی بھی طرح مناکر اور راضی کرکے اس طبقہ یا جماعت کو ملکی ترقی کے دھارے میں شامل کرے، ورنہ یہ ایسا ہی ہوگا گویا کوئی شخص اپنے جسم کے کسی حصہ کے مفلوج ہوجانے پر راضی ہوجائے، اور علاج کے امکان کے باوجود اس کا علاج کرکے اس کو کارآمد نہ بنائے اور زندگی بھر گھسیٹ گھسیٹ کر چلنے اور دوسروں کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھنے اور اپنے جسم کی بدنمائی پر راضی رہے۔ ظاہر ہے یہ عقل مندی نہیں ہے، ہونا یہ چاہئے کہ جو عضو معطل ہے جب تک زندگی ہے اس کو متحرک اور فعال بنانے کے لئے ہر قسم کا علاج اور کوشش بروئے کار لانا چاہئے۔

کسی بھی ملک کی آبادی کا اگر کوئی حصہ یہ چاہتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ ملک کو آگے لے جانے کے لئے وہ تن تنہا کافی ہے تو یہ اس کی بھول ہے، یہ ایسا ہی ہے، جیسے جسم کا کوئی عضو دوسرے اعضاء کی اہمیت سے انکار کردے، ہاتھ پیر کی قیمت کو نہ سمجھے اور دماغ، دل وجگر کی افادیت سے بے نیازی ظاہر کرنے لگے۔

۲:۔ جس طرح ملک میں بسنے والے باشندوں کے مختلف طبقات وجماعتیں اس کے اعضاء کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح ملک میں پائے جانے والے قدرتی وسائل وپیداوار اس کے جسم میں دوڑنے والے خون کی طرح ہیں، اور جس طرح خون کا جسم کے ہر حصہ میں برابر پہونچنا ضروری ہے، اسی طرح ملک کے ہر طبقہ اور جماعت کا ان قدرتی وسائل سے یکساں طور پر مستفید ہونا ضروری ہے، ورنہ جسم کا ایک یا اس سے زائد عضو تعطل کا شکار ہونا شروع ہوجائے گا۔

ہمارا عظیم ملک ہندوستان، کہا جاتا ہے کہ کسی زمانے میں سونے کی چڑیا سمجھا جاتا تھا، دنیا کے ایک تہائی غلہ ہندوستان میں پیدا ہوتا تھا، اور دیگر ممالک کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا، جس کی وجہ سے ملک میں ایسی خوشحالی اور دولت کی فراوانی تھی کہ مغرب کی نگاہیں اس کو حرص کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور بالآخران سے نہ رہا گیا تو وہ اپنی حکمت وفراست اور پھر عسکری قوت وطاقت کا استعمال کرکے اس ملک پر قابض بھی ہوگئے اور اس کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے، انہوں نے ملکی وسائل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی کوشش کی، اور باقی آبادی کو اس سے یکساں طور پر مستفید ہونے کا حق نہیں دیا، جس کی وجہ سے ان کو ملک بدر ہونا پڑا، ورنہ اگر وہ یہاں سب کے ساتھ برادرانہ اور مساویانہ سلوک کرتے تو کیا عجب کہ ابھی تک وہ یہاں رہتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ملک میں ایک جماعت اپنی فطری صلاحیتوں کی بناپر دوسروں پر فائق ہوجاتی ہے، یا یوں کہئے کہ کوئی جماعت سیاست میں، کوئی تعلیم میں، کوئی اقتصاد ومعیشت میں، کوئی تجارت وزراعت میں اور کوئی سائنس وٹیکنالوجی میں دوسروں سے بازی مارلے جاتی ہے اور اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، اگر یہ چیز بغیر اجبار واکراہ کے عین فطری نظام کے مطابق ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ملک میں حاصل ہونے والی تعمیر وترقی میں ان کا حق مساویانہ ہو۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارباب اقتدار نے عرصہ سے یا یوں کہئے کہ انگریزوں کے انخلاء کے بعد سے ان دونوں اہم باتوں کی طرف توجہ نہیں دی ہے، جس کی وجہ سے آج ملک زندگی کے ہر میدان میں زبوں حالی کا شکار نظر آتا ہے، اگر آج بھی ان دونوں اہم بنیادی چیزوں کا خیال کرلیا جائے تو یہ ملک دوبارہ سونے کی چڑیا بن سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اعـــلان مفقـود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۶/۱۸۹۴/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر ڈھاکہ مشرقی چمپارن)

غزالہ خاتون بنت امیر الحق مرحوم مقام وڈاکخانہ چندبارہ تھانہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول

بنام

شرف الدین عرف بچا ولد نور محمد، مقام سکر دینا وارڈ ۱۷، ڈاکخانہ سکر دینا، تھانہ جریا ضلع مشرقی چمپارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۵/اگست ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۲/۵۹/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پورہ)

روشن خاتون بنت محمد دکھن مقام کا کر بشن پور وارڈ نمبر ۲، بشن پور بازار ضلع مدھے پورہ۔فریق اول

بنام

نور بخش ولد کلیم بخش مقام وڈاک خانہ رحیم آباد ضلع سیتاپور (یوپی)۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پورہ میں عرصہ ساڑھے تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۹/اگست ۲۰۲۱ء روز سوموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳/۱۴۷/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شیوہر)

نصرت خاتون بنت عبدالرؤوف مرحوم مقام شیوہر وارڈ نمبر ۷ ڈاکخانہ وضلع شیوہر۔فریق اول

بنام

محمد سلمان خان ولد مسلم خان مرحوم مقام ایم نگر مغرب مسجد والی گلی سرکاری اسکول کے نزدیک نئی دہلی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ شیوہر میں عرصہ نو سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۷/اگست ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۲/۴۹۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ)

یاسمین خاتون عرف آسو خاتون بنت محمد الیاس مقام نوہٹہ پچھم وارڈ نمبر ۱۴ ڈاکخانہ نوہٹہ ضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

محمد معراج ولد محمد الیاس ضلع جموئی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۷/اگست ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۴/۵۸۲/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون رہتاس)

نہا تبسم بنت جمال اختر مقام ہریہر گنج وارڈ نمبر ۱۳ بجلی مسجد کے پاس ڈاکخانہ ہریہر گنج ضلع روہتاس۔فریق اول

بنام

نواب شہزادہ ولد ممتاز علی مرحوم مقام منگل بازار روڈ وارڈ نمبر ۸ ڈاکخانہ ناصری گنج ضلع روہتاس۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون رہتاس میں عرصہ آٹھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۱/جولائی ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴/۷۷/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گرگاواں گڈا)

ریحانہ خاتون بنت محمد شمس الحق مقام بھلائے ڈیہہ ڈاکخانہ بنرچا ضلع گڈا۔فریق اول

بنام

محمد جہانگیر ولد عبدالحفیظ مقام ہنوارہ ڈاکخانہ ہنوارہ ضلع گڈا۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گرگاواں گڈا میں عرصہ ساڑھے تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳/اگست ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۱/۳۳۶/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

رخسار خاتون بنت محمد یونس مقام پیلا پور ڈاکخانہ بلیابلون ضلع کٹیہار۔فریق اول

بنام

محمد شاہد ولد شہاب الدین مرحوم مقام لڑمی ڈاکخانہ اعظم نگر ضلع کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار میں عرصہ ۸/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳/اگست ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵/......./۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور مدھے پور ضلع مدھوبنی)

ربینہ خاتون بنت محمد اسلام مقام سردنی ڈاکخانہ مدھے پورہ ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد ابرار ولد محمد اسحاق ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور مدھے پورہ ضلع مدھوبنی میں عرصہ سات سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

علماء کرام کی رحلت۔ قرب قیامت کی علامت

مولانا محمد سعید کریمی، رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ

حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بہترین زمانہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام انبیاء سے بلند ہے، اور آپ کی امت کو دوسرے انبیاء کی امتوں پر فضیلت دی گئی ہے، بھلائی اور پرہیزگاری میں اس کے بعد صحابۂ کرام کا زمانہ، اس کے بعد تابعین، اور اس کے بعد تبع تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ ہے، مسلم شریف (باب فضل الصحابۃ ۔۔۔، حدیث نمبر:۶۴۶۴) میں تین زمانوں کی فضیلت آئی ہے، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کی شرح میں بیان کیا ہے، کہ تینوں زمانوں سے مراد: صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے (شرح نووی علی مسلم:۱۶۰/۷)، زمانہ جتنا گذرتا گیا، خیر القرون سے فاصلہ جتنا بڑھتا گیا، تقوی، پرہیزگاری دیانتداری اور اخلاص میں اتنی ہی کمی آتی چلی گئی، اب تو یہ زمانہ فتنوں کا زمانہ ہے، بلکہ یہ اس کے عروج کا وقت ہے، نوبت یہاں تک آپہونچی کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سمجھا جارہا ہے، سمجھایا جارہا ہے اور اس کو پھیلایا بھی جارہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دجال کے آنے سے پہلے چند سال دھوکے کے ہوں گے، جن میں جھوٹ بولنے والے کو سچا اور سچ بولنے والے کو جھوٹا سمجھا جائے گا'' (مسند احمد بن حنبل: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:۱۳۲۹۸، (۲۵/۲۱)، شعیب الأرنؤوط نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، (حاشیہ مسند احمد بن حنبل: (۲۱/۲۵)، قیامت قریب آگئی ہے، طرح طرح کی نشانیاں ظاہر ہورہی ہیں، جن میں سے ایک اہم نشانی یہ ہے کہ علم کو اٹھالیا جائے گا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا'' (بخاری شریف: باب ما قیل فی الزلازل والآیات، حدیث نمبر:۱۰۳۶)، متکلم جب اپنی بات کی خود وضاحت کرتا ہے تو اسی کی بات معتبر ہوتی ہے، علم کس طرح اٹھالیا جائے گا؟ بخاری شریف: (باب کیف یقبض العلم؟، حدیث نمبر:۱۰۰) میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی علم کو نہیں اٹھائیں گے، اس طرح سے کہ اس کو بندوں کو دلوں سے کھینچ لیں، بلکہ علم کو اٹھائیں گے علماء کو اٹھاکر، اور ان کے جانشین ان کی جگہ نہیں لے سکیں گے، پھر وہ فتوے دیں گے جہالت کے باوجود، پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔

یہاں میں رک کر اپنے ان مسلمان بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں، جو علماء کرام کی طرف حقارت کی نگاہ سے متوجہ ہوتے ہیں، ناشائستہ انداز میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں، اور ان کی رہنمائی کو بالکلیہ نظرانداز کردیتے ہیں، آپ ٹھنڈے دل سے اپنے اس برتاؤ پر تھوڑا غور کریں، کیا آپ کا یہ رویہ مناسب ہے؟ آج جو کچھ ہم داڑھی، ٹوپی، کرتا، پاجامہ اور برقعہ کی شکل میں اپنے وطن عزیز میں دینی شعار دیکھ رہے ہیں، اس میں ان علماء کرام کا لہو شامل ہے، اگر ہم گہرائی سے دیکھیں تو یہ رویہ اپنوں کے خلاف غیروں کے ہاتھ مضبوط کررہا ہے، یہودی پلاننگ کی وجہ سے علماء کا رابطہ عوام سے ختم کرنے کی منظم کوشش جاری ہے، اس منصوبہ کا اظہار خود انہوں نے اپنے پروٹوکول میں کیا ہے، ''یہودی پروٹوکول'' نامی کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں: ''غیر یہودی معاشرے میں ہم نے بے چینی، اضطراب، انتشار، مذہب سے بے گانگی اور بغاوت کے بیج بوکر ان کی جڑیں مضبوط کردی ہیں'' (پروٹوکول نمبر:۱۵، صفحہ:۱۸۶)، ''ہم نے غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کا وقار کم کرنے اور ان کے مذہب کے مشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے؛ کیونکہ ان رہنماؤں کی عزت اور مذہب سے عوام کی وابستگی ہماری راہ میں بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے، دنیا بھر کے عوام پر ان کا اثر روز بروز کم ہوتا جارہا ہے، آزادی ضمیر کا نعرہ بلند کردیا گیا ہے، اور اب عیسائیت چند سال کے اندر مکمل تباہی سے ہمکنار ہوجائے گی'' (پروٹوکول نمبر:۱۷، صفحہ:۲۰۱)، ''گذشتہ بیس صدیوں کے دوران ہم غیر یہودیوں کے درمیان مذہبی، گروہی اور نسلی تعصبات کو وسیع پیمانے پر فروغ دیتے رہے ہیں'' (پروٹوکول نمبر:۵، صفحہ:۱۴۶)، خدارا اپنے رویہ پر نظر ثانی فرمائیں، دین کا پختہ علم رکھنے والے نیک علماء کی قدر کریں، سچائی یہ ہے کہ اس بڑے فتنہ وفساد کے زمانہ میں وہی ہماری صحیح رہنمائی کرسکتے ہیں۔

یہ صدی فتنوں کی بارش کی صدی ہے، یہ آزمائش اور امتحان کا دور ہے، علماء کرام ایک ایک کرکے ہم سے رخصت ہورہے ہیں، جب ہم احادیث مبارکہ پر غور کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مختصر اور جامع ہوتا ہے، بوقت ضرورت آقا صلی اللہ علیہ وسلم تفصیلی رہنمائی بھی فرماتے ہیں، شروع میں مسلم شریف کی جس حدیث کا ذکر آیا ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بہتر اور افضل ہونے کے اعتبار سے زمانوں کو بیان کیا ہے، کسی فتنہ یا آزمائش کا اس حدیث پاک میں ذکر نہیں آیا ہے، لیکن جب ہم سابقہ امتوں کی تاریخ اور اس امت کے احوال پر غور کرتے ہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے، کہ حق اور باطل دونوں کبھی بھی ہم پلہ اور برابر نہیں رہے، جب حق غالب رہا تو باطل مغلوب ہوا، اور جب باطل کو برتری حاصل ہوئی تو حق پست پڑگیا، چنانچہ دور مدنی کی مدنی زندگی میں حق کو غلبہ حاصل ہوا باطل کو شکست ہوئی، اسی صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمادیا تھا کہ زمانہ ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہے گا، بلکہ اس میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا، اور اس کی شروعات میرے اس دار فانی سے منتقل ہونے کے بعد شروع ہوجائے گی، اور حق کا غلبہ آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ہمارا زمانہ آپہونچا، اس فتنہ وفساد کے دور میں باطل جتنی قوت سے ابھر رہا ہے، دنیا کی تاریخ میں ابتک اس کی مثال نہیں ملتی ہے، ایک بڑی آزمائش یہ ظاہر ہوئی کہ باطل سے ٹکر لینے والے باصلاحیت اور متقی علماء کرام یکے بعد دیگرے دنیا چھوڑ کر جارہے ہیں، جس سے باطل کیلئے مزید مواقع میسر آئے، جب ہم ان علماء کرام کی تاریخ وفات پر غور کرتے ہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے، کہ علماء کے انتقال کا بلاء ومصیبت کے ظہور سے ایک خاص ربط ہے، بلاؤں میں شدت کا اثر کثرت وفیات کی شکل میں ظاہر ہورہا ہے، اور یہ قرب قیامت کی علامت ہے، علم علماء کے واسطے سے اٹھتا جارہا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳/۲۴۵/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گریڈیہ)

ریشمہ پروین بنت محمد اختر مقام مرزا محلہ ڈاکخانہ بھمبہ ضلع گریڈیہ۔ فریق اول

بنام

محمد سمیر خان ولد محمد احمد مقام کٹرہ بلیس پورے ڈاکخانہ ہنگ کی منڈی ضلع آگرہ یوپی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء گریڈیہ میں عرصہ ایک سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳/۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھیم پور مدھوبنی)

زبیدہ خاتون بنت عبدالغفور مقام کھورمدنپور ڈاکخانہ بھشٹھ بھگوان پور ضلع مدھوبنی۔ فریق اول

بنام

حیدر علی ولد فضلی مقام اوکسی ڈاکخانہ لکھنور ضلع مدھوبنی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء بھیم پور مدھوبنی میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳/۲۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ جہان آباد)

شاذیہ خاتون بنت محمد انعامل راعین مقام جعفر گنج وارڈ نمبر ۳، ڈاکخانہ وضلع جہان آباد۔ فریق اول

بنام

محمد خورشید عالم ولد محمد رشید مقام برکت خان کا اکھاڑہ نون کا چوراہا ڈاکخانہ پٹنہ سیٹی ضلع پٹنہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء جہان آباد میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۱/۳۴۶/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداسپور کٹیہار)

سوجیما خاتون بنت محمد جلال مرحوم مقام دھرم پور ڈاکخانہ آباد پور ضلع کٹیہار۔ فریق اول

بنام

شاہد عالم ولد عبدل مقام بلیاپارہ ڈاکخانہ جلکی ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء کلداسپور کٹیہار میں عرصہ ۹/ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

نزلہ اورزکام

حکیم نیاز احمد ڈیال

اگر نزلہ زکام کوموجودہ دور کی سب سے نقصان دہ بیماری کہا جائے تو کچھ غلط نہیں ہوگا، کیوں کہ طبی ماہرین کے نزدیک نزلے کا بروقت اور مناسب سد باب نہ کیا جائے تو یہ کئی موذی اور تکلیف دہ عوارض کا ذریعہ بن کر تندرستی اور صحت مندی کو کھا جاتا ہے۔

نزلے کے اثرات: مسلسل نزلہ رہنے سے قبل از وقت بالوں کا سفید ہونا عام دیکھا جاسکتا ہے،قوت بصارت میں کمی کا سبب بن کر زندگی کی رنگینیوں اور رونقوں کو مدھم کر دیتا ہے، دماغی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر اثر انداز ہوکر کامیابیوں کے حصول کو مشکل تر کر دیتا ہے،متواتر گلے میں لیش دار رطوبتوں کے گرتے رہنے سے آواز کی خوبصورتی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے،آدمی کسی محفل میں پرسکون ہوکر بات کرنے سے قاصر رہنے لگتا ہے، ہروقت کھنکورے مارنے کی عادت اسے نفسیاتی مریض بنادیتا ہے،اعصابی وعضلاتی ضعف لاحق ہوکر انسان کووقت سے پہلے بڑھاپے کی دہلیز پرلا کھڑا کرتا ہے۔

نزلے کے اقسام: نزلے کی کئی اقسام ہوتی ہیں: نزلہ بارد یعنی سردی کی زیادتی سے ہونے والا نزلہ،نزلہ حار یعنی مزاج میں گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے نزلے کالاحق ہوجانا، دائمی یا مستقل رہنے والا نزلہ جسے عوام الناس کیرا بھی کہتے ہیں، یہی سب سے زیادہ خطرناک ہے، وبائی نزلہ زکام اکثر وبیشتر موسم بدلتے ہی حملہ آور ہوتا ہے اوراس کی زد سے کوئی خوش نصیب ہی بچ جاتا ہے، وبائی زکام جسے عرف عام میں فلو بھی کہا جاتا ہے، ایک وائرل مرض ہے، جوچھوت کی شکل میں ایک فرد سے دوسرے کومنتقل ہوتا ہے، وبائی زکام یا نزلے کو ہم میعادی بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ عام طور پر ۱۰ سے ۱۵ ایام میں خود بخود ہی ٹھیک ہو جاتا ہے، زیر نظر تحریر میں ہم وبائی زکام اور نزلۂ حار سے بچنے کی تدابیر، گھریلو علاج اور غذائی تدابیر کا ذکر کر رہے ہیں۔

علامات: جب زکام حملہ آور ہوتا ہے تو جسم میں ہلکے ہلکے درد کا احساس ہونے لگتا ہے، آنکھوں میں سرخی ظاہر ہونے لگتی ہے، سر میں بھاری پن اور درد محسوس ہوتا ہے، جسم میں سستی اور کمزوری کا غلبہ بڑھنے سے کسی کام کو جی نہیں چاہتا، بخار بھی ہوجاتا ہے، بھوک نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے، پانی کی بار بار طلب تو ہوتی ہے، مگر پینے کو جی نہیں چاہتا، ناک اور آنکھوں سے تپکی اور خراش دار رطوبت بہتی رہتی ہے، بار بار پوچھنے کی وجہ سے ناک سرخ ہوجاتی ہے، چہرے کی رنگت میں بھی سرخی درآتی ہے۔

وجوہات: جب جسم موسمی تبدیلی کو قبول نہ کر سکے تو ردعمل کے طور پر بعض اوقات زکام کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے، متواتر تیز دھوپ اور گرمی میں کام کرنے سے بھی انسان نزلہ وزکام کی لپیٹ میں آجاتا ہے، گرم وخشک اور مرغن، تلی اور بھنی غذاؤں کا زیادہ استعمال بھی اس بیماری کو دعوت دیتا ہے، علاوہ ازیں بڑا گوشت، بینگن، دال مسور، چاول، بریانی، پلاؤ، چاکلیٹ، آملیٹ، بیکری کی مصنوعات، بازاری مشروبات اور تیز مسالے والی غذاؤں کا خوراک میں شامل کرنا بھی گرمی کے نزلے اور وبائی زکام کا باعث بنتا ہے، سگریٹ نوشی بھی نزلہ وزکام کے حملے کی راہ ہموار کرتی ہے، گرمیوں میں گرم کھانے کے ساتھ ٹھنڈا پانی پینا، ٹھنڈا پانی پی کر گرم چائے یا کافی وغیرہ کا استعمال کرنا، دھوپ سے آتے ہی ٹھنڈے پانی سے نہانا، زیادہ دیر تک ننگے سر دھوپ میں پھرنے سے بھی نزلہ زکام کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

عمومی احتیاط: احتیاط بہتر علاج ہے؛ اس سے ہم خاطر خواہ حد تک نزلہ وزکام سمیت کئی دیگر موسمی اور وبائی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، موسم کی تبدیلی کے مخصوص وقت سے چند روز قبل ہی اس کی مناسبت سے اپنی غذا، لباس اور رہن سہن میں تبدیلی کر لینی چاہئے، شہد، قادر مطلق کی ایک نعمت بے بہا ہے، اس میں حکیم کامل نے کمال قوت شفا رکھی ہے، شہد کا باقاعدہ استعمال بیماریوں کے خلاف بدن انسانی کی قوت مدافعت کو مغلوب کرتا ہے، موسم کی مناسبت سے اس کا استعمال کیا جائے تو یہ ہمیں کئی خطرناک امراض کے حملوں سے بچائے رکھتا ہے، موسم گرما میں شہد کے دو چمچے سادہ پانی میں حل کر کے اور موسم سرما میں نیم گرم پانی میں ملا کر نہار منہ پینا بے شمار فوائد کا حامل ہوتا ہے، تیز دھوپ میں ننگے سر گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں، باہر جاتے ہوئے سر اور گردن کو ڈھانپ کر رکھیں، گرمیوں میں باہر سے آتے ہی نہانے اور ٹھنڈا پانی پینے سے اجتناب کریں۔

گھریلو تراکیب: نزلے کے اچانک حملہ آور ہو جانے کی صورت میں درج ذیل جوشاندہ بنا کر ۲ اور ۳ خوراکیں پینے سے ہی اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے، گل بنفشہ ۱۰ گرام، گاؤزبان ۵ گرام، لسوڑیاں ۳ گرام، تینوں اجزاء کو ۲ کپ پانی میں پکا کر حسب ضرورت چینی ملا کر ۴ گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک کپ پی لیں۔ گل بنفشہ ۱۰ گرام، گل سرخ ۱۰ گرام، برگ گاؤزبان ۱۰ گرام، اسطوخودوس ۱۰ گرام، چھلکا ہرڑ زرد ۱۰ گرام سب اجزاء کو باریک پیس کر ہم وزن مصری ملا کر رکھیں، ۳ گرام خوراک دن میں ۳ بار سادہ پانی سے استعمال کریں، اس سفوف کو حفظ ماتقدم کے طور پر بھی استعمال کیا جائے تو کافی حد تک نزلے اور زکام کے حملے سے بچت ہو جاتی ہے، علاوہ ازیں درج ذیل شربت کا متواتر کئی روز تک استعمال آپ کو دائمی نزلے سے بھی نجات دلا دے گا، املتاس ۱۵ گرام، ملٹھی ۱۰ گرام، گاؤزبان ۱۰ گرام، سپستاں ۱۰ گرام، عناب ۱۰ عدد، تمام اشیاء کو ۲ کیلو پانی میں پکائیں، جب عرق 2/1 کیلو رہ جائے تو ۱ کیلو چینی میں قوام بنا کر ٹھنڈا ہونے پر صاف اور خشک بوتل میں محفوظ کر لیں، صبح، دوپہر اور شام میں قبل طعام ۲ ر چمچے کھانے والے پیتے رہیں۔

پرہیز: گرم، محرک، مرغن اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کریں، بڑا گوشت، بینگن، دال مسور، ضرورت سے زائد چائے، کافی، قہوہ وغیرہ سے بھی اجتناب کریں، کولا مشروبات، بیکری مصنوعات، چاول، چکنائیاں، چاکلیٹ، مٹھائیاں اور تیز مسالوں والی غذاؤں سے مکمل پرہیز کیا جائے، ہاں البتہ دیسی چوزے کا یخنی نما شوربہ اور بغیر چربی والے بکرے کے گوشت کی تری زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممدومعاون ثابت ہوتے ہیں، دوران بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں، کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہوگا، اس کے علاوہ پھلوں کے رس یا پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے، اگر گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار ہیں تو کسی ماہر معالج سے رجوع کریں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیری ندوی**

آن لائن قرآن کریم کی تدریس

۱۸/جون ۲۰۲۱ء کو زیل (ZEAL) ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر فاؤنڈیشن پٹنہ کی جانب سے منعقد آن لائن قرآن کلاسز کی اختتامی تقریب بذریعہ گوگل میٹ منعقد ہوئی،تقریب کے مہمان خصوصی مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اس موقع سے تلاوت قرآن کی اہمیت اور صحت مخارج کے ساتھ حروف قرآنی کی ادائیگی کی ضرورت پر کلیدی اور بصیرت افروز خطاب کیا، کئی مثالوں کے ذریعہ آپ نے واضح کیا کہ اگر حروف صحت کے ساتھ ادا نہ کیے جائیں تو معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور بعض حالتوں میں ایسی تلاوت سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، انہوں نے زیل (ZEAL) کے ذریعہ ایک ماہ کے اس تربیتی کورس کے انعقاد پر فاؤنڈیشن کے ذمہ دار، اساتذہ اور شرکاء کو مبارکباد دی، مفتی صاحب نے مشورہ دیا کہ اس سلسلے کو جاری رکھنا چاہیے؛ تاکہ قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنے کا عمومی ماحول بن سکے، تقریب میں پورے ہندوستان سے علماء نے شرکت کی اور مفتی صاحب کے خطاب سے مستفیض ہوئے، تقریب کا آغاز مبشر احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نظامت کے فرائض ڈاکٹر کامران غنی صبا نے انجام دیا، تقریب میں تربیت دینے والے اساتذہ کی حیثیت سے مولانا محمد نظر الہدیٰ قاسمی، قاری حسن امام قاسمی، مولانا محمد عطا کریم ندوی بھی موجود تھے، مفتی صاحب کی دعا پر تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مہنگائی نے عام لوگوں کی کمر توڑ دی ہے: سونیا گاندھی

کانگریس صدر سونیا گاندھی نے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں مسلسل اضافے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ خوردنی تیل، دالوں اور دیگر اشیائے ضروریہ کی آسمانوں چھوتی قیمتوں نے عام لوگوں کی کمر توڑ دی ہے۔کانگریس کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مسز گاندھی نے کہا کہ ضروری اشیا کی قیمتیں عام لوگوں کے دسترس سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔انہوں نے کورونا کی دوسری لہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وبا نے بے شمار خاندانوں کو تباہ کر دیا۔اور پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ وبائی مرض میں لاکھوں افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔اس تباہی کی وجہ سے ان گنت خاندان اپنے پیاروں کو کھو چکے ہیں۔کانگریس صدر نے کہا کہ اب کورونا کی تیسری لہر کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔اس میں دوسری لہر کی طرح بحرانی حالات پیدا نہ ہوں، لہذا ضروری اقدامات اٹھانے جانے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ کورونا کے خلاف جنگ میں اب تک حکومت کی کوتاہیوں کو اجاگر کرنے کے لئے کانگریس پارٹی نے ایک قرطاس ابیض تیار کیا ہے۔انہوں نے امید ظاہر کی کہ حکومت ان تمام تجاویز کو دھیان میں رکھے گی جس سے ممکنہ تیسری لہر کے اثرات کو کم کیا جا سکے گا۔

تجزیہ کے منصوبہ کا نوٹیفکیشن 10 دنوں کے اندر جاری کرنے کی ہدایت

سپریم کورٹ نے تمام ریاستی بورڈوں کو اپنے بارہویں درجے کے منسوخ امتحانات کے نتائج کے لئے تجزیہ کے منصوبہ کا نوٹیفکیشن 10 دنوں کے اندر جاری کرنے کی ہدایت دی۔جسٹس اے ایم خانویلکر اور جسٹس دنیش مہیشوری کی بنچ نے تمام ریاستی بورڈوں کو ہدایت دی کہ وہ داخلی تجزیے کی بنیاد پر 31 جولائی تک نتائج جاری کریں۔ڈویژن بنچ نے کہا کہ یہ حکم تمام ریاستی بورڈوں کے لئے یکساں ہے۔عدالت نے کہا کہ تمام ریاستی بورڈ اپنے منصوبے کو دس دنوں کے اندر عام کریں۔ان بورڈوں کو سی بی ایس ای اور آئی سی ایس ای کو دی گئی مدت کے مطابق 31 جولائی تک داخلی تجزیے کے ذریعے امتحانات کے نتائج جاری کرنے ہوں گے۔عدالت نے کہا کہ وہ یکساں اسکیم کے لئے کوئی رہنما اصول جاری نہیں کر رہی ہے، کیونکہ تمام ریاستی بورڈوں کے لئے یکساں تجزیے کی اسکیم ممکن نہیں ہے۔

تعزیت اور دعاء مغفرت

☆ مولانا محمد قاسم مظاہری سابق استاذ مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور، ویشالی، (م ۱۷/جون) ☆ جناب عبد الحمید انصاری ساکن بسوڈیہہ، جھری تلیا، کوڈرما (م ۱۶/جون) ☆ مولوی ممتاز احمد صاحب کارکن امارت شرعیہ کے برادر نسبتی انجینئر محمد ممتاز احمد دھنباد، ☆ الحاج محمد اعظم مالک انجن پارٹس دوکان مونگیر ☆ مولانا مطیع الرحمن شمسی دار القضاء امارت شرعیہ کی والدہ محترمہ اور جناب محمد مدثر بن جناب محمد جاوید اقبال ایڈوکیٹ اللہ کو پیارے ہو گیے، ادارہ ان حضرات کے انتقال پر ان کے پس ماندگان سے تعزیت اور مرحومین کے لیے دعاء مغفرت کرتا ہے، قارئین سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے، اللہ رب العزت ان کی نیکیوں کو قبول کرے۔ سیئات سے درگذر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

Volume:61/71,Issue:26 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

لوگ دلوں میں نفرتیں لے کر
کس قدر سادگی سے ملتے ہیں
(نامعلوم)

اجودھیا میں رام مندر کی زمین کی خریداری میں کروڑوں کی ہیرا پھیری

معصوم مرادآبادی

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ رام مندر شروع سے ہی دولت جمع کرنے اور سیاست چمکانے کا موضوع رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مہم سے وابستہ لوگ یا تو سیاسی ہیں یا پھر وہ ہیں جو مذہب کی آڑ میں لوگوں کی جیب صاف کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے رام مندر تحریک سے وابستہ لیڈروں پر غبن کرنے اور ہیر پھیر کرنے کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ حال ہی میں رام مندر کی تعمیر کے لیے خریدی گئی ایک اراضی میں کروڑوں کی ہیرا پھیری کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ الزام ہے کہ دو کروڑ کی زمین کو اٹھارہ کروڑ سے زائد میں خریدا گیا اور یہ خریداری محض چند منٹوں کے وقفہ سے عمل میں آئی۔ یعنی جو زمین محض گیارہ منٹ پہلے دو کروڑ میں بیچی گئی تھی، وہ رام مندر ٹرسٹ نے گیارہ منٹ بعد اٹھارہ کروڑ پچاس لاکھ روپے میں خرید لی۔ اس طرح بھولے بھالے عوام سے رام مندر کی تعمیر کے نام پر جو اربوں روپوں کا چندہ جمع کیا گیا ہے، اس میں مندر ٹرسٹ سے وابستہ لوگ ہی ہیر پھیر کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح پہلے آستھا کے نام پر عوام کی جیب خالی کرا کے رام مندر کی تجوری بھری گئی اور اب اس تجوری میں نقب زنی کی جا رہی ہے۔ رام جنم بھومی ٹرسٹ کے جنرل سکریٹری چمپت رائے نے ان الزامات کو بے بنیاد تو قرار دیا ہے لیکن الزامات کے سلسلہ میں کوئی وضاحت پیش نہیں کی، بلکہ یہ کہا کہ ''ہم پر سو سال سے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ ہم پر مہاتما گاندھی کے قتل کے بھی الزامات لگائے گئے۔ ہم ان سب کی پروا نہیں کرتے۔'' انھوں نے کہا کہ ''ٹرسٹ کو اس سلسلہ میں ابھی کچھ نہیں کہنا ہے۔ ہم الزامات کی حقیقت کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد ہی کچھ کہیں گے۔''

یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ رام مندر کی تعمیر کے نام پر کئے گئے چندے میں خرد برد کے الزامات عائد ہوئے ہیں بلکہ ۹۰ کی دہائی میں جب سے رام جنم بھومی آندولن شروع ہوا ہے تب ہی سے مسلسل اس کے چندے میں ہیرا پھیری کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وی پی سنگھ کے دور اقتدار میں انکم ٹیکس محکمے نے وشو ہندو پریشد کو ایک نوٹس جاری کیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ پریشد نے یوروپ اور امریکہ میں آباد ہندوستانیوں سے بڑے پیمانے پر اس تحریک کے لیے جو چندہ جمع کیا ہے، اس میں ضابطوں کی واضح خلاف ورزی کی گئی ہے اور یہ چندہ وزارت خزانہ کی اجازت کے بغیر کیا گیا ہے۔ اتنا ہی نہیں اس چندے کا کوئی حساب کتاب بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ پریشد نے انکم ٹیکس محکمے سے اس نوٹس کا جواب دینے کے لیے کہا تھا۔ وی ایچ پی میں اس نوٹس کے بعد کھلبلی مچ گئی۔ اس نے اس نوٹس کا جواب دینے کی بجائے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال کیا اور نوٹس جاری کرنے والے افسر وشو بندھو گپتا کو ہی اس کے عہدے سے ہٹوا دیا۔ یہ اس طرح ممکن ہو سکا کہ اس وقت وی پی سنگھ کی قیادت والی جنتا دل سرکار بی جے پی کی بیرونی حمایت سے چل رہی تھی۔ اس کے بعد درمیان میں بھی کئی بار وی ایچ پی پر ملک و بیرون ملک سے رام مندر کے لیے خطیر رقومات جمع کرنے اور اس کا کوئی حساب کتاب نہ رکھنے کے الزامات عائد ہوئے، لیکن کوئی کارروائی عمل میں نہیں آسکی۔

اب ایک بار پھر رام مندر کے نام پر جمع کیے گئے چندے میں ہیر پھیر کا معاملہ سامنے آیا ہے اور اندازہ یہ ہے کہ اس بار بھی معاملے کی لیپا پوتی کر دی جائے گی، کیونکہ رام مندر ٹرسٹ کے سر پر حکومت کا ہاتھ ہے۔ مندر کا سنگ بنیاد ٹرسٹ کے ذمہ داروں کی موجودگی میں خود وزیر اعظم نریندر مودی نے رکھا تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت، اتر پردیش کی گورنر آنندی بین پٹیل اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ بھی موجود تھے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس وقت ٹرسٹ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے خود ٹرسٹ کے صدر بھی مطمئن نہیں ہیں۔ طویل عرصہ سے بیمار چل رہے ٹرسٹ کے صدر مہنت نرتیہ گوپال داس کے قائم مقام کمل نین داس نے بھی اس معاملے میں آواز اٹھائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ گزشتہ ایک سال سے ٹرسٹ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی کوئی اطلاع کبھی ٹرسٹ کے صدر کو نہیں دی گئی ہے۔ سارے فیصلے جنرل سکریٹری چمپت رائے ہی لے رہے ہیں۔ صدر سے نہ تو کچھ پوچھا جاتا ہے اور نہ انھیں کچھ بتایا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں کو ایک سال بعد ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ ٹرسٹ کے لوگوں نے ان کا آشیرواد لیا ہے۔''

سبھی کو معلوم ہے کہ بی جے پی نے بابری مسجد کے خلاف ملک گیر سطح پر انتہائی اشتعال انگیز مہم چلائی اور پورے ملک میں نفرت اور غارت گری پھیلائی۔ اسی مہم کے نتیجے میں ۶ دسمبر ۱۹۹۲ کو بابری مسجد نام نہاد کارسیوکوں نے بابری مسجد کو دن کے اجالے میں شہید کر دیا۔ طویل عدالتی لڑائی کے بعد سپریم کورٹ نے بابری مسجد کے تمام حقوق تسلیم کرنے کے باوجود مسجد کی ارضی رام مندر کی تعمیر کے لیے ٹرسٹ کو طشتری میں سجا کر پیش کر دی۔ اس کے بعد رام جنم بھومی ٹرسٹ نے بھولے بھالے شردھالوؤں کے درمیان چندے کی زوردار مہم شروع کی۔ چند ہی دنوں میں اس مہم نے اپنا اثر دکھایا۔ کچھ ہی دن میں ٹرسٹ کے پاس چار ہزار کروڑ سے زیادہ کی رقم جمع ہوگئی۔ اس مہم کو چونکہ حکومت کی سرپرستی حاصل تھی، اس لیے بہت سے بی جے پی ممبران پارلیمنٹ اور ممبران اسمبلی نے اپنے اپنے ترقیاتی فنڈ کی رقم جو کہ ان کے حلقہ کے ترقیاتی کاموں کے لیے مخصوص تھی، رام مندر کی تعمیر کے لیے دے دی۔ اس طرح رام مندر ٹرسٹ کے پاس بے تحاشہ دولت جمع ہوگئی۔ حالانکہ اس کے اعداد وشمار عوام کے درمیان پیش کئے گئے، لیکن صحیح رقم کے بارے میں ٹرسٹ کے لوگوں کو ہی علم ہے۔ ہم اور آپ جیسے لوگ اس سے قطعی نابلد ہیں۔ اس رقم کو خرچ کرنے کے تمام اختیارات چونکہ ٹرسٹیوں کو ہیں، اس لیے اس میں کسی کی مداخلت بھی گوارا نہیں کی جا رہی ہے۔

اب آیئے اس چندے میں ہیر پھیر کے تازہ الزامات کی طرف چلتے ہیں، جن کا انکشاف سب سے پہلے عام آدمی پارٹی کے راجیہ سبھا ممبر سنجے سنگھ اور سماجوادی پارٹی کے سابق سکریٹری تیج نارائن پانڈے نے کیا ہے اور جس پر پورے ملک میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ انھوں نے رام جنم بھومی تیرتھ چھیتر ٹرسٹ میں زمین کی خریداری کے نام پر کروڑوں کا گھوٹالہ کرنے کا الزام لگایا ہے۔ دونوں کا الزام ہے کہ دو کروڑ روپے کی زمین کو ساڑھے اٹھارہ کروڑ میں خریدا گیا۔ دونوں ہی لیڈروں نے معاملے کی سی بی آئی اور ای ڈی سے جانچ کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ سنجے سنگھ نے جہاں لکھنؤ میں پریس کانفرنس کے دوران متعلقہ دستاویز پیش کئے تو وہیں پانڈے نے ایودھیا میں اخبار نویسوں کے سامنے الزامات عائد کئے۔

سنجے سنگھ اور تیج نارائن پانڈے نے ایودھیا میں خسرہ نمبر ۲۴۳ تا ۲۴۶ کی زمین کے کاغذات دکھاتے ہوئے کہا کہ اس کی قیمت پانچ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے ہے، لیکن اسے دو کروڑ روپے میں کسم پاٹھک اور ہریش پاٹھک سے سلطان انصاری اور روی موہن تیواری نے خریدا۔ اس خرید وفروخت میں انل مشرا اور ایودھیا کے میئر رشی کیش اپادھیائے بطور گواہ پیش ہوئے۔ چند ہی منٹ بعد دو کروڑ کی یہ زمین رام جنم بھومی ٹرسٹ نے ۱۸ کروڑ پچاس لاکھ میں خرید لی۔ اس طرح تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ روپے فی سیکنڈ کی شرح سے زمین کی قیمت بڑھائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جو انل مشرا اور رشی کیش اپادھیائے پہلی خریداری میں گواہ تھے، وہی ٹرسٹ کے بیع نامے میں بھی گواہ ہیں۔ سنجے سنگھ اور پانڈے کا کہنا ہے کہ یہ منی لانڈرنگ کا معاملہ ہے۔ جو زمین مندر ٹرسٹ نے خریدی اس کے اگریمنٹ کے لیے ای اسٹامپ پانچ بج کر گیارہ منٹ پر خریدا گیا اور روی موہن تیواری نے جو زمین ہریش پاٹھک سے خریدی اس کے لیے ای اسٹامپ پانچ بج کر ۲۲ منٹ پر خریدا گیا۔ یعنی محض گیارہ منٹ میں زمین کے دام کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ سوال یہ ہے کہ آخر ٹرسٹ نے اسٹامپ پہلے کیسے خرید لیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ کسی بھی ٹرسٹ میں زمین کی خریداری کے لیے بورڈ کی میٹنگ منعقد ہوتی ہے اور اس میں باقاعدہ تجویز پاس کی جاتی ہے۔ پون پانڈے کا کہنا ہے کہ شری رام جنم بھومی ٹرسٹ سے لوگوں کی دھارمک آستھا اور یقین وابستہ ہے، لیکن ٹرسٹ کے عہدیداران لوگوں کے جذبات سے کھلواڑ کر رہے ہیں۔''

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile:9576507798 رابطه اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988